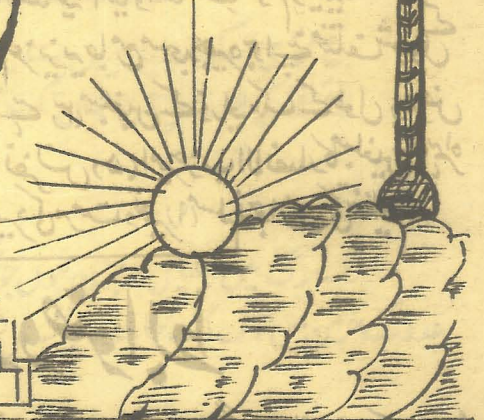
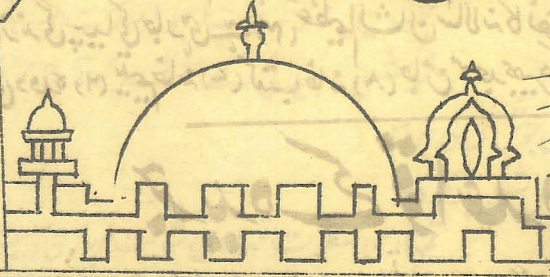
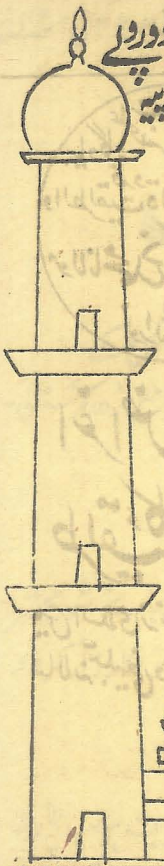


ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو
شائع ہوتا ہے

مجلسِ گزینہٴ انصاریہ و ادارہٴ عالیہٴ تحریکِ ترجمان

قیمت سالانہ دو روپے
طالبہٴ سہ ماہیہ دو روپے

شمس الاسلام



اللہ کے دین کی مدد کرو

۱۹۲۹ء میں انصاریہ کا جو عمل میں آیا بارہ سال کے قلیل عرصہ میں اسکی اسلامی خدا اظہار میں مسلمانوں کو بیکار ہو کر رہا کر کے شہر لیکر وہ اسکی پیغامِ حق پہنچایا گیا ہندوستان بھر میں پہلی جماعت جس نے جماعتی تنظیم کے ذریعہ قادیانیت کا ہر جگہ منظم مقابلہ کیا اور دوسری جماعتوں کو بھی اس عظیم فتنہ کے استیصال کی ترغیب دلائی قادیانیوں سے شہرہ کامیاب مناظرے ہوئے اور ان مناظروں کے بعد قادیانیوں نے مناظروں کیلئے دعو دینے کا ویتز کر دیا حزبِ انصاریہ کے مبلغین نے بارہ سال کے عرصہ میں ڈیڑھ لاکھ میل کا سفر کیا۔ ریو، سوئٹزرلینڈ، گلاسگو، ہزار ہا میل سپید سفر و شواہد گزار علاقوں میں طے کیا پیچھے اضلاع میں دیہاتی آبادی کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرائے کے لئے کئی تبلیغی جلسے منعقد کئے علومِ اسلامیہ کیلئے بھیڑ میں دارالعلوم عینہ کا اجراء ہوا جس میں اب تک قریباً نو سو طالب علم فیضیائے حق چکے ہیں پیچھے کے کئی مقامات پر حزبِ انصاریہ کے نظام کے ماتحت مدارس قائم ہوئے فرض و بدعت کی خلاف ورزی کا خاتمہ کیا گیا۔ لائقہٴ درسا ئل رفض و بدعت کی تردید میں شائع کئے گئے فتنہٴ خاکساری کے مقابلہ کیلئے مسلمانوں کی عسکری تنظیم کا کام تمام شمالی ہندوستان اور برنگال میں شروع کیا گیا اور فوجِ محمدی کی تنظیم کے سلسلہ میں امیر حزبِ انصاریہ تمام ملک کا میاں ڈبہ کیا۔ مدحِ صحابہ کی تحریک میں فوجِ محمدی کے بیسیوں رضاکار امیر ہوئے۔ قادیان میں بھی انصارِ الاسلام کا دفتر قائم ہو چکا ہے اور وہاں پر مدد کا قیام بھی زیرِ غور ہے۔ جریدہٴ شمسِ الاسلام اسی جماعت کا ترجمان ہے۔ غریب مگر غلصہٴ خدامِ اسلام کی یہ جماعت تمام باطل گروہوں کے مقابلہ میں سینہ سپر ہے ہم چاہتے ہیں کہ اس کا دائرہٴ عمل وسیع ہو اور ہر شہر میں اسکی شاخیں قائم ہوں۔ جو لوگ اس کا خیر میں حصہ لینا چاہیں صدر دفتر حزبِ انصاریہ کو مطلع کریں۔ غیر ذوی ثروت اصحاب کا فرض ہے کہ حزبِ انصاریہ کی مالی اعانت سے دینے نہ فرمائیں نیز جریدہٴ شمسِ الاسلام کی توسیع اشاعت میں حصہ لینا ہر لکھ پڑھے سنی پر لازم ہے۔ (میلنگر)

مِنْ جَانِبِ

حزب الانصار بھیرہ (پنجاب)

بسرپرستی حضرت
رئیس المبلغین مولانا محمد نصیر الدین
صاحب بگوتی رحمتہ اللہ علیہ
جاری کیا گیا

بیادگار علامت جامعہ شریعت
والطریقۃ السائین بقا العارفین
مولانا محمد اکبر صاحب بگوتی
نور اللہ مرقدہ

اللہ کے دین کے مددگاروں کا گروہ

اغراض و مقاصد { ۱۔ اندرونی و بیرونی حلوں سے اسلام کا تحفظ، تبلیغ و اشاعت اسلام۔
۲۔ اصلاح رسوم با اتباع شریعت اسلامیہ، احیاء اشاعت علوم دینیہ۔

طریقہ کار { ۱۔ جریدہ شمس الاسلام کا اجراء، ۲۔ دارالعلوم عزیز یہ جامع مسجد بھیرہ جو اپنے مختلف شعبوں کے ذریعہ اسلام کی بہترین خدمت انجام دے رہا ہے، ۳۔ مبلغین کے ذریعہ ملک کے طول و عرض میں اسلامی زندگی پیدا کی جا رہی ہے، ۴۔ عظیم الشان سالانہ کانفرنس، ۵۔ امیر حزب الانصار کا مبلغین کے ہمراہ سالانہ تبلیغی دورہ، ۶۔ یتیم خانہ، ۷۔ کتب خانہ، ۸۔ جامع مسجد بھیرہ کی مرمت و تعمیر، ۹۔ مسلم نوجوانوں کی تنظیم۔

جریدہ کے قواعد و ضوابط

- ۱۔ جو صاحب حزب الانصار بھیرہ کو کم از کم پانچ روپے ماہانہ عطافرمائیں گے وہ سرپرست متصور ہونگے ایسے اصحاب کے نام جریدہ شمس الاسلام میں شائع ہونگے ایسے حضرات کی سفارش پر ۲۵ امامان مسلحہ عزما یا طلباء کے نام جریدہ بلا معاوضہ جاری کیا جائیگا پانچ روپیہ سے کم اور ایک روپیہ سے زیادہ جو صاحب ماہوار رقم عطافرمائینگے وہ معاونین میں شمار ہوں گے اور انکی سفارش پر ۱۰ امامان مسلحہ عزما یا مفلس طلباء کے نام سالہ جاری کیا جائیگا معاونین کے اسماء بھی شکرہ کیساتھ درج کئے جائینگے
- ۲۔ ارکان حزب الانصار کے نام جریدہ مفت بھیجا جاتا ہے چندہ و کنیت کم از کم چار آنہ ماہوار یا تین روپیہ سالانہ مقرر ہے۔
- ۳۔ عام سالانہ چندہ عام مقرر ہے۔ نمونہ کا پرچہ تین آنہ کے ٹکٹ موصول ہونے پر بھیجا جاتا ہے۔
- ۴۔ رسالہ باقاعدہ جانچ پڑتال کے بعد بذریعہ ڈاک بھیجا جاتا ہے اکثر رسائل راستہ میں تلف ہو جاتے ہیں ان کی طرف سے مہینہ کے اخیر تک اطلاع موصول ہونے پر دوبارہ بھیجا جاتا ہے اطلاع نہ ملنے کی صورت میں دفتر ذمہ دار نہ ہوگا۔

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام

مینجر رسالہ شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب) ہونی چاہئے

سرخ پینسل کا نشان { یہاں ان حضرات کے پرچہ پر سرخ پینسل کا نشان لگایا گیا ہے جنکی میعاد اس پرچہ کیساتھ ختم ہو چکی ہے ان حضرات کی خدمت میں درخواست ہے کہ آئندہ سال کے چندہ بذریعہ منی آرڈر جلد روانہ فرمائیں اگر خدا نخواستہ کسی وجہ سے آئندہ خریداری کا ارادہ نہ ہو تو بذریعہ پوسٹ کارڈ ہمیں بہت دست بردم مطلع کریں۔ خاموشی سے "شمس الاسلام" کو نقصان پہنچتا ہے۔ (غلام حسین مینجر شمس الاسلام)

فوج محمدیؐ کے سپاہیوں کے خطاب

بتاریخ ۱۳ جون ۱۹۴۲ء بمقام کالاباغ ضلع میانوالی فوج محمدی کے انصار سپاہیوں کے شاندار اجتماع کے موقع پر تاج الشعراء پروفیسر حکیم تاج الدین صاحب احمد تاج لاہوری نے اپنی مندرجہ ذیل نظم ولولہ انگیز انداز میں پڑھ کر سنائی۔

خطاب فوج محمدیؐ کے سپاہیوں سے میں کر رہا ہوں
صحابہؓ مصطفیٰؐ کی عزت پہ آج جہاں تک نثار کر دو

ہجوم میں زلزلہ بپا ہو، سکوت بن جائے شور و محشر
خوشی و بیدلی کے منظر کو آج تم کارزار کر دو

تمہاری رگ رگ میں بجلیاں موجزن ہوں جوشِ عمل کی ہر دم
عدو کے خرمن میں آگ لگ جائے ہر نفس شعلہ بار کر دو

تمہاری سطوت تمہاری شوکت تمہاری ہیبت ہو سب پڑی
جو اجتماع مخالفین ہے تم اس کو مشتِ غبار کر دو

جو آج اسلام کے چمن میں خزاں کا دورہ بپا ہے ہر سو
اسے شجاعت سے خون دے دے کے تم سراپا بہار کر دو

یہ موت کیا ہے حیات کیا ہے فقط فریبِ خیال ہے بس
شہید ہو کر حیاتِ تازہ سے اپنی جاں ہم کٹا کر دو

تمہارے پیراہنِ عقیدت کی دھجیاں جو اڑا رہے ہیں
تو تم بھی ان کی قبائے باطل کو آج بس تار تار کر دو

تم اپنی قربانیاں دکھاؤ کہ وقت ہے امتحان کا اب تو!
تم اضطراب و تپش کی صورتِ دلوں کا صبر و قرار کر دو

تمہاری آتشِ سجھی ہوئی ہے نہیں حرارت کا نام اس میں
طبیعتیں راکھ ہو چکی ہیں تو ان کو پھر سے شرار کر دو

غفیم کی فوج آ رہی ہے کہیں نہ ان کو ہلاک کر دے
جو موت کی نیند سو رہے ہیں انہیں ذرا ہوشیار کر دو

تمہاری جرات تمہاری ہمت پہ ہے مدارِ انقلاب کا اب
جو سر بر نہ بھٹک رہے ہیں تم ان کو پھر تاجدار کر دو

تذکرہ مصطفیٰ عظمیٰ

ملفوظات

{حضرت عثمان ہرونی رحمۃ اللہ علیہ۔ مرتبہ حضرت سلطان المہند}
{خواجہ معین الدین حسن سیفی ثم الاجمیری رحمۃ اللہ علیہ}
(بلسلہ اشاعت گذشتہ)

جو شخص ان کو خوش رکھتا ہے خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے خوش ہوتے ہیں۔ اور جو شخص کو خداوند تعالیٰ لڑکیاں عنایت کرے خدا اس سے خوش ہوتا ہے۔ جو والدین اپنی لڑکیوں پر رحم کرتے ہیں خدا ان پر رحم کرتا ہے۔

قیام لیل۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص رات کو قیام کرے اور خلقت سوئی ہوئی ہو تو خداوند تعالیٰ فرشتوں کو حکم کرتا ہے کہ دوسری رات تک سے نگاہ رکھیں اور رات سے لے کر دن نکلنے تک اس کے لئے سخت طلب کرتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ ایک دفعہ سمرقند میں میں مسافر تھا ایک بزرگ تھا جسے شیخ عبدالواحد سمرقندی کہتے تھے اس سے میں نے سنا کہ ایمان میں کچھ مزہ نہیں تا وقتیکہ دن اور رات کو قیام نہ کیا جائے۔ پس جو شخص یہ دونوں کام کرتا ہے وہ ایمان کا مزہ چکھتا ہے۔

پھر فرمایا امام اعظم ابوحنیفہ کو فی رحمۃ اللہ علیہ تیس سال تک رات کو نہیں سوئے۔ اور آپ کا پہلو مبارک زمین پر نہیں لگا۔

پھر فرمایا کہ جب انہوں نے آخری حج کیا۔ تو امام

صبر۔ آہ وزاری کرنا کفر ہے۔ اور جو شخص ایسا کرتا ہے۔ اس کا نام منافق مومنوں کے دفتر میں لکھتے ہیں۔ اور ایسے شخص پر خدا کی لعنت ہوتی ہے جو مصیبت کے وقت شور کرے۔

پھر فرمایا کہ مشائخ طبقات نے کہا ہے کہ جو شخص مصیبت کے وقت گریہ وزاری کرتا ہے اور واویلا مچاتا ہے۔ چالیس سال کے گناہ اس کے ذمے لکھتے ہیں اور سو سال رعبادت اس کی ضبط کی جاتی ہے۔ اور اگر اس حالت میں بغیر توبہ کئے مر جائے تو دوزخ میں شیطان کے ہمراہ ہوگا۔

اسکے بعد فرمایا کہ جو شخص مصیبت کے وقت اپنا گریبان چاک کرے خدا اس کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھتا اور قیامت کے دن اس کو سخت عذاب میں مبتلا کرے گا۔ اور ایک اور روایت میں اس طرح آیا ہے کہ جو شخص کپڑے پھاڑ ڈالے اور روئے چلائے تو قیامت کے دن اس کی دونوں جھوڑوں کے درمیان لکھا ہوگا۔ کہ یہ شخص خداوند تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہے اگر توبہ کرے تو نہیں۔

دختر کی ولادت۔ لڑکیاں خدا کا ہدیہ ہیں پس

ہے کہ جو شخص ہمسایہ کے ساتھ حتی الوسع مہربانی سے پیش آئے۔ انشاء اللہ وہ قیامت کے دن میرے ہمراہ ہوگا۔ اور بہشت میں جائے گا۔

توہین علماء۔ حدیث میں ہے کہ جب آخری زمانہ آئے گا۔ تو عالموں کو چوروں کی طرح ماریں گے۔ اور عالموں کو منافق کہیں گے۔ اور منافقوں کو عالم۔

پھر فرمایا جو شخص علم رکھتا ہے خداوند تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ اس کا نام اولیاء کے آسمان میں لیا جائے عالموں کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ حدیث میں ہے کہ جب آخری زمانہ آئے گا امیر زبردست ہو جائیں گے اور عالم روزی کمانے کی خاطر محنت مشقت کریں گے۔ اور جہان میں فساد پرا ہوگا۔ اور زمینوں اور پہاڑوں میں ان پر عیش تنگ ہو جائے گا۔

پھر فرمایا کہ امیر لوگ زبردست ہو جائیں گے۔ اور عالم لوگ عاجز۔ پھر خداوند تعالیٰ خلقت سے اپنی برکت اٹھالے گا۔ اور شہر ویران ہو جائیں گے۔ اور دنیا میں فساد واقع ہوگا۔ پس تمہیں یاد رہے کہ وہ لوگ اہل دوزخ ہیں۔ نعوذ باللہ منہا۔

اقسام کفر۔ کفر کی دو قسمیں یہ ہیں۔ اول وہ کفر جو خداوند تعالیٰ کی نعمتوں کا کیا جائے مثلاً نماز جماعت کے ساتھ ادا نہ کرنا۔ بیماریوں کا نہ دیکھنا۔ اور مسلمانوں کو فائدہ نہ پہنچانا۔ ان باتوں کے سبب ایمان سے خارج نہیں ہوتا۔ دوسرے یہ کفر ہے کہ مسلمان سے پھر جائنا۔ اور فساد ارض کا منکر ہونا۔ اسکے سبب انسان ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔

اقسام ایمان۔ ایمان کی دو قسمیں ہیں۔ ایک منافقوں کا ایمان ہوتا ہے جو

اعظم رحمۃ اللہ علیہ کعبے کے دروازے پر آئے اور کہا کہ دروازہ کھولو آج کی رات خداوند تعالیٰ کی عبادت کر لیں۔ کون جانتا ہے کہ دوسری دفعہ حج کی قدرت حاصل ہو یا نہ ہو۔ دروازہ کھل گیا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اندر چلے گئے۔ خانہ کعبہ کے دوستوں کے درمیان نماز ادا کرنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ اور دائیں پاؤں کو بائیں پاؤں پر رکھ کر آدھا قرآن شریف پڑھ کر رکوع اور سجود پورا کر کے کہا ”اے خداوند تیرے اطاعت ایسی نہیں کی جیسا کہ اطاعت کا حق تھا اور میں نے نہیں پہچانا تجھے جیسا کہ تیرے پہچاننے کا حق تھا۔“ غیب سے آواز آئی کہ اے ابوحنیفہ تو نے پہچانا جیسا کہ پہچاننے کا حق تھا میں تجھے اور ان لوگوں کو جو تیرے پیرو ہیں اور وہ لوگ جو تیرے مذہب پر چلیں گے بخشا۔

پھر فرمایا کہ یوسف حشیتی رحمۃ اللہ علیہ چالیس سال تک نہ سوئے اور آپ کی پیٹھ مبارک زمین پر نہ لگی۔

پھر فرمایا کہ خواجہ احمد حشیتی رحمۃ اللہ علیہ نے تیس سال تک رات کے وقت قیام کیا اور ہر رات دو رکعت نماز میں دو دفعہ قرآن شریف ختم کرنے۔

ہمسایہ کے حقوق۔ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمسائے کی بابت اس قدر ذکر فرمایا کہ مجھے گمان پیدا ہوا اور پوچھا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہمسایہ کے فوت ہونے کے بعد اس کے ترکہ کا مالک ہمسایہ ہو سکتا ہے یا نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ ہاں ہو سکتا ہے۔ جبکہ کوئی اور وارث نہ ہو۔

پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جاتا ہے۔ دوسرا نفاق یہ ہے کہ زبان سے حلال و حرام اور امر و نہی کا اقرار کرے۔ اور دل میں خیال کرے کہ نماز، روزہ اور حج زکوٰۃ عمل نہیں اگر کروں گا تو اس کا ثواب مل جائے گا۔ یہ نفاق ہے اس کا بدلہ دوزخ کی آگ ہے۔

اقسام علم - اور علم کی دو قسمیں یہ ہیں۔ ایک خاص خدا کے لئے علم حاصل کرنا۔ اور دوسرا عام علم۔ جو شخص علم کا ایک کلمہ سنے اس سے بہتر ہے کہ ایک سال عبادت کرے۔ اور جو شخص ایسی جگہ بیٹھتا ہے جہاں علم کا تذکرہ ہوتا ہے اس کا ثواب غلام آزاد کرنے کے برابر ہے ملتا ہے اور علم اندھے کے لئے روشنی کی مانند ہے۔ اور شہت کا رہنما۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ، علم کو دنیا اور آخرت میں ضائع نہیں کرتا۔

اقسام عمل

اور عمل کی دو قسمیں یہ ہیں۔ اول جو خدا کے لئے کیا جائے۔ یہ خاص ہے۔ دوسرا جو لوگوں کے دکھلاوے کے لئے کیا جائے۔ اس کا بدلہ نہیں ملتا۔ اور ایسا کرنا اچھا نہیں۔

(باقی آئندہ)

زبان سے اقرار کرتے ہیں اور دل میں شک رکھتے ہیں یہ منافقوں کا کام ہے۔ لیکن دوسرا ایمان خاص جو مومن لوگ زبان اور دل سے تصدیق کرتے ہیں۔ یہ ایمان سوائے نیکو کار آدمی کے کسی کی قسمت میں نہیں ہوتا۔

اقسام اسلام - اور اسلام کی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ جب خداوند تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو تو شک نہ کرے اور جب اس کے سامنے سجدہ کرے تو دل اور زبان سے ایک جائے۔ پس یہ اسلام پاکیزہ ہے۔ اور دوسرا اسلام یہ ہے کہ زبان سے کہے کہ میں مسلمان ہوں اور دل میں کفر رکھے۔ اور اس بات کا خوف نہ کرے کہ دین کا کیا حال ہوگا۔ اور کیسی ندامت اٹھانی پڑے گی اور جو کچھ دل میں ہو وہی زبان سے کہے۔ اور لوگوں کے درمیان لا الہ الا اللہ کی شہادت سے زندگی بسر کرے۔ ایسا شخص دوزخ سے بچے گا۔

اقسام نفاق - اور نفاق کی دو قسمیں یہ ہیں اول یہ کہ بندہ حلال حرام اور امر و نہی کا اقرار کرے۔ اور پھر گناہ میں مشغول ہو جائے اور بُرائی کرے اور خداوند تعالیٰ سے ڈرے اور توبہ کی امید رکھے اور یہ خیال کرے کہ خدا اسے بیکار

حادثہ ارتحال - ہر آنک زانو بنا چار بادیش نوشید۔ زجام دہرے کل من علیہا فان ز۔ دلی حسرت و اندوہ اور رنج کیساتھ آج ہم اپنے محرم رفیق مولانا پیر شاہ صاحب کی رحلت و جدائی کی خبر شائع کر رہے ہیں مولانا مرحوم نے مقام خوشاب طویل بیماری بعد ازاں ۲۲ سال کی عمر میں مورخہ ۲۲ مئی ۱۳۷۱ھ بروز جمعہ دائمی اہل کولبیک کہا نا اللہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا مرحوم عالم باعمل۔ قاری۔ حافظ۔ حاجی اور بہترین مبلغین اسلام میں سے تھے آپ نے تیس سال دیہات کے دور دراز مقامات پر پیغام حق پہنچایا۔ آپ عرصہ سات سال سے حزب الانصار کے مبلغ کی حیثیت سے کام کر رہے تھے آپ نے جس محنت اخلاص اور دیانت داری سے کام کیا۔ اسکی مثال دیکھنے میں نہیں آتی۔ آپ کی وفات سے حزب الانصار کو زبردست دھک لگا ہے مرحوم نے دو بچے چھوڑے ہیں بڑے کی عمر ۱۱ سال اور چھوٹے کی ۷ سال ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔ (ادارہ)

مسائل حاضر پر ایک نظر

(از جناب مولانا سید سیاح الدین صاحب کاکا خیل شکردہ ضلع کوٹہ)

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کر کے خلعت خلافت و نبوت سے سرفراز فرما کر صفحہ زمین پر مقرر فرمایا اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَہٗ یہاں پر ان کی اولاد پھیل گئی و خلق منها زوجھا و بنتٌ منہما رجالاً کثیراً و نساء و اور خداوند عالم نے اپنے فضل و کرم سے تمام مخلوقات سے زیادہ بنی آدم کو اپنے الطاف و عنایات سے نوازا۔ اور اُن کو شرف و نفیلت عطا فرما کر ساری کائنات میں ممتاز بنایا و لَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ اٰدَمَ وَحَمَلْنَاھُمْ فِی الْاَبْرَ و الْبَحْرِ اور لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ۔ اس رب العالمین نے جس طرح انسان کی ظاہری اور جسمانی تربیت میں اپنے کمال ربوبیت کا مظاہرہ فرما کر اس کی صورتی تکمیل فرمائی اسی طرح باطنی تربیت اور روحانی مدارج طے کرانے میں اپنے دستِ کرم کو کٹا دیا۔ مگر اس دورِ ابتلاء میں آ کر آب و گل اور مختلف عناصر کے امتزاج سے مرکب انسان سے یہ کب ہو سکتا تھا۔ کہ وہ خالص ملکوتی صفات و خصائل پر قائم رہ سکے۔ لذاتِ سفلیہ کی طرف میلان و رغبت اس کی طینت و حیثیت میں ودیعت کی گئی تھی۔ اسی لئے تو ملائکہ نے جناب باری میں عرض کیا تھا اَجْعَلْ فِیْہَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْہَا وَ یُفْسِدُ الْاِلَہَ مَا (ترجمہ) کیا قائم کرتا ہے تو زمین میں اس کو جو فنا کرے اس میں اور خون بہائے۔ نیز ابلیس لعین نے بھی دربارِ خداوندی میں مؤکد تمہیں کھا کھا کر اعلان کیا کہ اولادِ آدم کو گمراہ کرنے اور صراطِ مستقیم سے ہٹانے کی

انتہائی کوششیں کر کے اپنی مرجوحیت کا ضرور انتقام لوں گا قَالَ فِیْمَا اَغْوٰیْتَنِیْ لَا اَعُدُّكَ لَھُمْ صِرَاطُكَ الْمُسْتَقِیْمَ الْاٰیہ الاعراف ۲۷ (ترجمہ) بولا جیسا تو نے مجھے گمراہ کیلئے ہے میں بھی ضرور بیٹھوں گا ان کی تاک میں تیری سیدھی راہ پر۔ قَالَ رَبِّ بِمَا اَغْوٰیْتَنِیْ لَا زَیْنٌ لَّھُمْ فِی الْاَرْضِ وَ لَا غَوٰی بَیْنَھُمْ اَجْعَلِیْنِ ۙ الْاَعْبَادُ مِنْھُمْ اَخْلَاصِیْنِ ۝ حجر ۳۷ (ترجمہ) اے رب جیسا تو نے مجھ کو راہ سے کھودیا میں بھی ان سب کو بہا رہیں دکھلا دوں گا زمین میں اور راہ سے کھودوں گا ان سب کو مگر جو تیرے چنے ہوئے بندے ہیں (اُن پر داؤ نہیں چلے گا) لَیْسَ اٰخِرَتِنِ الْیَوْمِ الْقِیَامَہٗ لَا تَحْتَنِنُ ذَمِّیْنِ ۙ الْاَقْلِیْلَ۔ بنی اسرائیل ۷۷ (ترجمہ) اگر تو مجھ کو ڈھیل دیوے قیامت کے دن تک تو میں اس کی اولاد کی جڑ کاٹ ڈالوں گا۔ مگر ہٹوڑے سے۔ فَجَعَلَ الْمَلٰٓئِکَہٗ كُلُّھُمْ اٰجْمَعُوْنَ ۙ الْاٰیٰتِیْنَ اِسْتَكْبَرُوْا وَ کَانَ مِنْ الْکَافِرِیْنَ ۝ قَالَ یَا اٰیٰتِیْنَ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتَ بِیْدِیْ ۙ اَسْکَبْرْتَ اَمْ کُنْتَ مِنَ الْعَالِیْنَ ۝ قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِنْھُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ

(ترجمہ) پھر سجدہ کیا فرشتوں نے سب نے اکٹھے ہو کر۔ مگر ابلیس نے (نہیں کیا) غرور کیا اور تھاوہ منکر و میں سے۔ فرمایا اے ابلیس کس چیز نے روک دیا تجھ کو کہ سجدہ کرے اس کو جس کو میں نے بنایا ہے اپنے دونوں ہاتھ سے۔ یہ تو نے

اور اس لئے جنت سے اتارتے وقت ہی حضرت آدم

(بقیہ حاشیہ) موحدا عظم کے عنوان سے ابلیس کی طرح و ستائش میں ایک نظم ”ارشاد“ فرما کر شائع کی۔ جس میں اس کافر، رجیم، لعین کی وہ درجے ثابت کئے گئے جن کے سامنے تمام انبیاء و اولیاء کے مراتب و کمالات بھی ہیچ ہیں اور جب ایک عالم دین نے خیر خواہی کی نیت سے قرآن مجید کی آیات بنیات کی روشنی میں نرمی، تہذیب و متانت کے ساتھ سمجھانے اور اس نظم سے رجوع کرنے کی کوشش کی۔ تو بجائے اسکے کہ ”علامہ“ صاحب اپنی جہالت کا اعتراف کر کے دربار خداوندی میں توبہ کرتے۔ اپنے کئے پر نادم ہو کر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے۔ اپنی خرافات پر مصر ہوئے۔ اور جب اس مسئلہ میں دلائل و براہین سے اپنے کو تہی دامن پایا تو جھٹ بد زبانی اور سب و شتم پر اتر آئے اور علماء کرام اور حاملین دین حنیف کی ہجو میں ایک نظم شائع کر دی۔

او قدامت کے ہتھوں میں رینگنے والے دماغ اور ساتھ ہی اس کے ”تلامذہ“ نے بھی جو خیر سے شعراء کرام کی صف میں داخل ہیں اپنے استاد کی ناجائز حمایت میں حمیت جاہلیت سے کام لے کر نظمیں لکھیں مضامین شائع کئے۔ اور اس سلسلہ میں ہمیں مدیر ”نمزم“ سے بھی سبب شکایت ہے کہ اسے خدا جانے کس مصلحت سے تعاون علی الاثم والعدوان کر کے ان خرافات کو اپنے اخبار میں جگہ دی۔ اور موقر اخبار ”مدینہ“ کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے اس موقع پر فرض شناسی سے کام لے کر حق و صداقت کا ساتھ دیا۔ افسوس؟ ہمارے شعراء کے تخیل کی بلند پروازی ایسے مضامین کو انتخاب کرتی ہے۔ جن سے اسلام کے مسلحہ عقائد پر زور پڑتی ہو۔ مسلمانوں میں دین کی بے قدری مذہب سے لاپرواہی اور ذہنی بغاوت پیدا

غور کیا۔ یا تو بڑا تھا درجہ میں وہ بولایں بہتر ہوں اس سے۔ مجھ کو بنایا تو نے آگ سے۔ اور اس کو بنایا مٹی سے۔ فرمایا تو نکل یہاں سے کہ تو مردود ہوا۔ اور تجھ پر میری بھٹکا رہے۔ اس جزا کے دن تک۔ بولالے رب مجھ کو ڈھیل دے جس دن تک کہ مردے جی اٹھیں فرمایا تو تجھ کو ڈھیل ہے اسی وقت کے دن تک جو معلوم ہے۔ بولا تو قسم ہے تیری عزت کی میں گمراہ کروں گا ان سب کو مگر جو

سورہ ص ۷۴
بندے ہیں تیرے ان میں چنے ہوئے۔ فرمایا تو ٹھیک بات یہ ہے۔ اور میں ٹھیک ہی کہتا ہوں مجھ کو بھڑنا، دوزخ تجھ سے اور جہنم میں تیری راہ چلے ان سب سے اے

لے اغواء شیطانی کے بارے میں ان چند آیتوں کو بطور اقتباس واستشہاد ذرا تفصیل سے پیش کیا گیا اگرچہ مضمون کے اصل موضوع کے لحاظ سے اور نیز اس مسئلہ کے بدیہی ہونے کی وجہ سے اس قدر طوالت کی ضرورت نہ تھی مگر کوئی استیناد کی درازدستیاں اس طرح کرنے پر مجبور کرتی ہیں قارئین کرام میں سے اخبار بین حضرات کو معلوم ہوگا کہ چند ماہ قبل فی کل واد بہیمون کے گروہ کے ایک سردار نے جن کو اپنے جیسے لوگوں کی طرف سے ”من ترا حاجی بگوئم تو مرا ملا بگو“ کی بنا پر ”علامہ“ کا خانہ زاد لقب عطا ہوا ہے۔ اس نے

وَحَوا عَلَیْہَا السَّلام کوان کی اولاد کے بارے میں پہلے سے

(بقیہ حاشیہ از مٹ) ہوتی ہے۔ ان کے تخیل کے گھوڑے ہر میدان میں دوڑتے رہتے تھے۔ اب مشن سخن کیلئے مذہبیت کو بھی پھیرنے لگے ہیں۔

ناوک نے تیرے صید نہ پھوڑا زمانے میں
ترپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

ایسے نئے نئے فتنے اور نئے نئے خیالات پیدا کر کے مسلمانوں میں پریشان خیالی، تشمت و افتراق پیدا کرنے والے درحقیقت یہی حضرات ہیں۔ مگر بدنام کیا جاتا ہے علماء دین اور حاملین شریعت کو۔ کہ انہوں نے نفاق کا بیج بویا ہے اور علماء کی وجہ سے قوم کی ترقی رکی ہوئی ہے۔ خدا را! کوئی بتلائے کہ ”علامہ“ صاحب نے ابلیس کو موحد اعظم ثابت کر کے مذہب، قوم، وطن، میں سے کس کو فائدہ پہنچایا۔ دین کی، قوم کی، وطن کی کوئی خدمت ہوگئی۔ ترقی کسے

کون سے دروازے کھل گئے اور کون کون خیرات و برکات کا نزول ہوا۔ اور اس کے سوا گروں اور خصوصاً مظفرنگری صاحب نے غلط کو صحیح اور سیاہ کو سفید ثابت کرنے میں دماغ سوزی کر کے اور اپنے جیسے شعراء کے کلام کو کلامِ وحی کے مقابلہ میں پیش کر کے کون سی بہادری کی۔ اور ان کی یہ جہد و جہد کون سا علمی کارنامہ ہے۔ اس سے قوم کی کوئی دماغی اور روحانی تربیت ہوگئی۔ ”شاعری پیغمبری ہے“ تو ان پیغمبروں نے اس پیغام کو پہنچا کر قوم کی کس بگاڑ کی اصلاح کی۔ ”ابن مریم“ کی حیات و ممات کی بحث کو نفوذ قرار دینے کا فتویٰ۔ ”کتاب“ میں تقدیر یا ممد دیکھنے کے لئے سرمہ رازی کو آنکھوں سے دھو ڈالنے کا مشورہ اور روایات میں حقیقت کھوجانے کا اعلان، اور ملا کے فی سبیل اللہ مفسد ہونے کا دعویٰ تو عرصہ سے کیا جا رہا تھا مگر ”شاعر اعظم“ نے مشرک اعظم کو موحد اعظم قرار دے کر یہی کسر بھی پوری کر دی۔

فرمایا گیا و قلنا اھبطوا بعضکم لبعض عدو۔
الغرض فطری طور سے قوت شہوانیہ کے موجود ہونے کی وجہ سے لذات نفسانیہ اور مرغوبات دنیویہ کی طرف میلان در کون ہوتا رہا ہے۔ اور شیطان اپنی دیسیہ کاری سے جبلی قوت غضبیہ کو ابھار کر ان لذات کے حصول یا بقاء کیلئے ایک انسان کو اپنے ہی دوسرے انباء جنس سے برسرِ پیکار کر دیتا ہے۔ اور اسی سلسلہ میں حرب و ضرب، جدال و قتال خون ریزی و خانہ جنگی کی نوبت آجاتی ہے۔ انسان کی قوت شہوانیہ جن جن چیزوں کی تقاضا کر رہی ہے۔ اور اس کے سویڈائے قلب میں جن جن لذات جسمانیہ سے لطف اندوز ہونے کی محبت جاگزیں ہے۔ ان کو مختصر اور جامع عبارت میں ذکر کرنے کے لئے بس اس قدر ہی کہنا کافی سمجھا گیا ہے کہ وہ ہیں زن، زر، زمین، عام انسانوں کے دلوں میں ان اشیاء کی محبت ہے۔ رگ رگ اور ریشہ ریشہ میں یہی چیزیں رچی ہوئی ہیں۔

زین للناس محب الشھوات
من الناس و البتین
و القنطیر المقتطیر
من الذھب و الفضة
و الخیل المسومة
و النعام و الحرث
ذلک متاع الحیوة الدنیا
و اللہ عندک حسب
المآب ۵

فرمایا :-
و ان الله لخبیر
لشدید ۱۰ سورہ العادیا

اور آدمی مال کی محبت پر
بہت پکا ہے۔

(۳) اور فرمایا :-

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝
حَتّٰی زُمِرَتْ الْمُقَابِرُ ۝
سُورَةُ تَكْوِيْنِ

(۴) اَعْلَمُوْا اَنَّهَا الْحَيٰوةُ
الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّ
زِيْنَةٌ ۚ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ
وَتَكَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ
وَالْاَوْلَادِ ط

حدید ع ۳

کی -

اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
ما ترک بعدی فتنۃ اضرت علی الرجال من
النساء۔ میرے بعد مردوں کے لئے کوئی مضر رساں
فتنہ عورتوں سے بڑھ کر نہیں (مراد ایسی عورتیں ہیں جن
کی محبت میں ہنسن کر خدا کی یاد سے غفلت اور احکام سے
بے پردہی آجائے) ان اشیاء ثلاثہ کی محبت ہی ہے
جو انسان کو ذکرِ الہی سے غفلت میں مبتلا کرتی ہے۔ احکام
خداوندی سے اعراض و کنارہ کشی پر عموماً آمادہ کرتی ہے
آخرت کی یاد بھلاتی ہے۔ راہ حق میں قربانی دینے اور
ایشاء سے روکتی ہے۔ یتیموں، یتیموں، مسکینوں،
اپاہجوں کو برہنہ تن سردی سے سسکتے ہوئے اور بھوکے
بلکتے ہوئے دیکھتا ہے۔ مگر دل پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ قلب
میں سوز و گداز پیدا نہیں ہوتا۔ جگر کو ایک تیرسا نہیں لگتا
آنکھوں سے خون کے آنسوؤں کے چشمے نہیں ابلتے۔ اتنا
نہیں ہوسکتا کہ ہاتھ بڑھا کر اپنے سیم وزر سے بھرے
ہوئے کیسے میں سے چاندی کے ٹکڑے نکال کر ان محتاجوں
کے ہاتھوں میں رکھ کر ان کی فریاد سنی کریں ان کی تکلیف
گھٹانے میں کچھ امداد کریں۔ ان دکھیوں کی مخلصانہ دعائیں
لیں۔ اور ”انسان“ سے یہ سب کچھ اس لئے نہیں ہو سکتا

کہ مال و دولت کی محبت اس کے دل پر کچھ ایسی چھا گئی
ہے کہ سوز و گداز، رحمت و شفقت کے لئے کوئی جگہ ہی
باقی نہیں رہی، جب ہمدردی کے جذبات سے دل
سنسان ہیں۔ تو لامحالہ آنکھوں کے آنسو بھی خشک
ہو گئے۔ اور منہ میں زبان بھی گنگ ہو گئی اور ہاتھ بھی
شل ہو گئے۔ کیونکہ مضغہ قلب کی بگاڑ سارے اقلیم
تن کی بگاڑ ہے۔ اَلَا اِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا
صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ ۚ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ
الْجَسَدُ كُلُّهُ ۚ اَلَا وَهٰی الْقُلُوْبُ۔

مقصود یہ ہے کہ اکثر و بیشتر افراد انسانی کی حالت
یہی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-

قُلْ لَوْ اَنَّكُمْ تَمْلِكُوْنَ
خَزَاۤئِنَ رَحْمَةِ رَبِّیْ
اِذَا لَا مَسْکَنَ لَّكُمْ خَشِیۡةٌ
اَلَا تَفْقَاطُ ۚ وَكَانَ الْاِنْسَانُ
قَتُوْرًا ۙ

بنی اسرائیل ۱۱۴

(۲) اِنَّ الْاِنْسَانَ خَلِیْقٌ
هَلُوْعًا ۙ اِذَا مَسَّهٗ
الشَّرُّ جُرُوعًا ۚ وَاِذَا
مَسَّهٗ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ۚ
اِلَّا الْمَصْلٰکِیْنَ۔ الخ

سورۃ معارج ۱۴

(ترجمہ) کہہ دے (اے پیغمبر)
اگر تمہارے ہاتھ میں ہوتے میرے
رب کی رحمت کے خزانے۔
تو ضرور تم بند رکھتے اس ڈر
سے کہ خرچ نہ ہو جائیں اور
ہے انسان دل کا تنگ۔
(ترجمہ) بے شک آدمی بنا ہے
جی کا کچا۔ جب پہنچے اس کو
بڑائی (فقر و فاقہ بیماری) تو
بے صبر۔ اور جب پہنچے اس کو
بھلائی (مال و دولت تندرستی
اور فراخی) تجھے تو فیتقا (یعنی
نیکی کے لئے ہاتھ نہیں اٹھتے۔ اور دینے کو جی نہیں چاہتا)
مگر اس کچھ لوگ مستثنیٰ ہیں جیسے غازی الخ
خیر یہ تو وہ پہلو ہے۔ کہ انسان اپنی چیز کو اپنے
پاس رکھنے کی سعی کرتا ہے۔ اور کسی دوسرے کو کسی حالت
کسی سعادت میں دینے کے لئے تیار نہیں۔ لیکن ان اشیاء
کی یہ اندھی محبت صرف اسی قدر پر کب اکتفا کرتی ہے

گرم ہوتا ہے۔ انسانی خون سے ہاتھ رنگے جاتے ہیں۔ اور خون کی ہولی کھیلی جاتی ہے۔ اور جب سے بنی آدم نے روئے زمین کو آباد کیا ہے۔ انبیاء کرام اور دیان برحق کی جماعتوں اور سچے پیروؤں کے علاوہ جہاں کہیں افراد کا باہمی مقابلہ ہوا وہ بھی اسی جذبہ کے ماتحت ہوا۔ قوموں اور گروہوں کی آپس میں ٹکڑ ہو گئی اس میں بھی یہی نظریہ کار فرما رہا۔ بڑی بڑی سلطنتوں کے فرمانرواؤں نے آپس میں کارزار قتال قائم کر کے لاکھوں انسانوں کو کٹوا دیا۔ خون کے دریا بہائے۔ بہتوں کو بیوہ کیا اور بہتوں کو یتیم۔ وہ بھی اسی حرص و آز کی بنا پر۔ اقوام و ممالک کے خونین انقلابات بھی اسی چیز کا نتیجہ ہیں۔ اور اسی وجہ سے دنیا میں بد امنی، خوف و ہراس پھیلا ہوا ہے۔ ایرانی تارن دہرانے کی ضرورت نہیں۔ آج بھی اس عالمگیر جنگ اور انسانی ہلاکت و بربادی کا یہ دردناک نقشہ اسی وجہ سے پیش آ رہا ہے۔ سیم و زار و زمین کی بھو کی قویں غریبوں کو پامال کرنے اور ان کے ملکوں کو ہڑپ کر جانے کے لئے برسرِ پیکار ہیں۔ دونوں طرف سے لڑائی کا یہ بازار اس لئے گرم کیا جا رہا ہے۔ انسان کا قیمتی خون اس لئے بیدردی سے بہایا جاتا ہے۔ کہ ہر ایک آزاد انسان کو غلام بنانے، لوٹ کھسوٹ اور زراعت و زنی میں دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش میں ہے۔ امن و امان کا شیرازہ کبھر گیا ہے۔ کسی کی جان و مال آبرو محفوظ نہیں۔ اور آرام کا سانس اور راحت و اطمینان کی نیند کسی کو میسر نہیں اور ساتھ ہی ہر فریق کا دعویٰ ہے کہ میرا ہی طریق کار انسانی سعادت و فلاح، اور دائمی امن و بہبودی کا واحد ذریعہ ہے۔ اور لوٹ کھسوٹ کے ان نظاموں کو نازی ازم، فاسسزم، امپیریلزم، سوشلزم، جاپانی ازم، وغیرہ ناموں سے دنیا کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔ کوئی ڈکٹیٹری کے رنگ میں ڈاکو زنی کر رہا ہے اور کہیں جمہوریت کی خوشنما قبا اور ٹھکر استبداد و استبداد کا دیو پا کوئی میں

بلکہ ذرا آگے بڑھ کر ایک اور کمرشمہ دکھلاتی ہے۔ اپنی چیز پر قناعت نہیں کر سکتا بلکہ ہر وقت اسی دھن میں لگا رہتا ہے ہر آن یہی تدبیریں سوچتا رہتا ہے کہ کس طریقہ سے دوسروں سے کچھ چھین سکوں گا۔ اور چاہتا ہے کہ جس صورت سے بھی ہو سکے دوسروں کو محروم کر کے اپنی ہوس پوری کر دوں۔ اگر اس کے پاس چاندی کے کچھ ٹکڑے موجود ہیں تو اس پر وہ مطمئن نہیں بلکہ دوسرے کے پاس چنڈاؤں ٹکڑے دیکھ کر لچائی ہوئی نظروں سے اسکو دیکھتا ہے اور چاہتا ہے کہ جس حیلہ سے بھی ہو یہ بھی میری جیب میں آکر پڑیں۔ اگر ہزاروں ایکڑ زمین پر قابض ہو پھر بھی دل کی خواہش یہ رہتی ہے۔ کہ ایک ایکڑ والے غریب کسان سے وہ ایک ایکڑ بھی کسی طور سے غصب کر لے۔ اگر حلال ”حلیلہ“ نصیب ہو پھر بھی ناجائز شہوت رانی اور نظر بازی سے نہیں رکتا۔ اور انہیں مقصد۔ بتاریوں کے لئے خیانت، جھوٹ، چوری، ڈاکو زنی، غصب و نہب ظلم و ستم، سود خوری، دھوکہ بازی، کمزوروں کی پامالی و بربادی، غریب کسانوں، مزدوروں کی حق تلفی، بے حیائی بے حجابی، عصمت دری، وعفت سوزی، اور اسی قسم کی دوسری بد اخلاقیوں، بد اعمالیوں پر اتر آتا ہے اور اپنی خواہشات نفسانی پورا کرنے کے لئے ایسے ایسے جرائم کا ارتکاب کرنے لگتا ہے جو عقل، نقل، مذہب، سوسائٹی کے سراسر خلاف اور انسانیت کے دامن پر بد نما داغ ہوتے ہیں۔ جس دوسرے شخص سے چھیننے کے لئے دستِ تقدی کو دراز کرتا ہے وہ بھی اسی نوع انسانی کا ایک فرد ہوتا ہے۔ قوتِ شہوانیہ و غضبیہ اس کی فطرت میں بھی اسی طرح دو لیت ہوتی ہے۔ اس لئے اگر اس میں کچھ قوتِ مدافعت موجود ہوتی ہے۔ تو وہ بھی مقاومت و مبارزت کے لئے ہمت تن تیار ہو کر میدان میں نکل آتا ہے اور اسی طرح باہمی کشت و خون اور جدال و قتال کا بازار

مصرف ہے، کمزوروں، غریبوں، کسانوں، مزدوروں کی حمایت میں سوشلسٹ نظام کی تشکیل کی گئی۔ اور انہوں نے بلند بانگ دعاوی کر کے یہ ثابت کرنا چاہا۔ کہ زن، زر، زمین کے سلسلہ میں پیدا شدہ خصوصیات کا حل اور باہمی خانہ جنگیوں کے دفعیہ کے لئے ہمارا نظام آخری اور اعلیٰ ترین علاج ہے۔ اور انہوں نے پیاسیگنڈے، خوشنماؤں، قریب الفاظ سے ظاہر میں لوگوں کو اپنا ہمنا بنا لیا۔ اور نوجوانوں کا بیشتر طبقہ اسی کا شکار ہو کر کہنے لگا۔ کہ دنیا کی سلامتی اور امن و سکون کے لئے یہی نظام سب سے بہترین اور کامیاب ہے۔ اور اسی پر چل کر چین و آرام کی زندگی نصیب ہو سکتی ہے کہا گیا کہ سب تناہی اس لئے بچی ہوئی ہے کہ زن، زر، زمین کی محبت ہر انسان کا خاصہ ہے۔ ان سے استمداع اور نفع اندوزی ہر ایک کا جائز حق ہے۔ لیکن سوسائٹی کے بعض افراد تغلب و زبردستی سے کام لے کر مختلف حیلوں، چال بازیوں سے بعض دوسروں کو اس حق سے محروم رکھتے ہیں یا اگر کچھ دیتے ہیں تو اپنے جائز حق سے بہت کم دیتے ہیں۔ اس لئے اس کا علاج یہ ہے کہ زن، زر، زمین کی انفرادی تخصیص اور شخصی ملکیت سے انکار کیا جائے۔ ہندوستان کا ایک سوشلسٹ نوجوان منظر رضوی صاف طور سے اعلان کرتا ہے کہ ”ہم چاہتے کیا ہیں۔“ اس کے مضمون کے چند چیدہ چیدہ جملے ملاحظہ ہوں:-

سوال یہ ہے کہ ہم چاہتے کیا ہیں جو کچھ چاہتے ہیں وہ صاف سے روٹی اور پیٹی، ہمارے سماج میں اقتصادی حالات کے اعتبار سے کئی درجے اور مختلف طبقے ہیں اور اسی روٹی اور پیٹی کے لحاظ سے ان طبقات میں سماجی نابرابری یا عدم مساوات ہے۔ اور اسی کی وجہ سے طبقاتی کشمکش اور باہمی جنگ و پیکار۔ اور ہم اس مسئلہ کو اس

طرح حل کرنا چاہتے ہیں کہ وسائل دولت کی شخصی ملکیت کی منسوخی ہو جائے۔ اور سماج کی اجتماعی یا مشترکہ ملکیت کا قیام۔ اس سے اقتصادی استحصال کو ختم کیا جاسکے گا اور اس سے اقتصادی نابرابری کی لعنت دُور ہو جائے گی اور اس کے بعد سماج کی تمام برائیوں اور بیماریوں کی بنیاد ختم ہو جاتی ہے۔ عورتیں عصمت فروشی کے لئے نہیں بیاہی جائیں گی۔ اقتصادی آزادی حاصل کر کے وہ برابری کا درجہ پائیں گی۔ اسی وقت عورتوں اور مردوں میں اصلی رفاقت اور سچی محبت پیدا ہوگی۔ ازدواجی محکومی اور غلامی ختم ہو جائے گی۔ الخ

(مضمون مندرجہ اخبار مدینہ جوبلی نمبر)

ہمارے اشتر کی حضرات یہی چاہتے ہیں اور اپنی خواہش کی تکمیل کے لئے انہوں نے اس طریقہ کو منتخب کر لیا ہے۔ پہلے جڑ سے تو ہمیں بھی اتفاق ہے کہ دنیا کے موجودہ خلع و شارب، بد امنی، تباہی و بربادی کا سرچشمہ اور باہمی جنگ و پیکار کا اصل منبع یہی غلط سرمایہ دارانہ نظام ہے جس کی وجہ سے ایک خاص طبقہ کے لوگ یعنی امراء رؤساء کارخانہ دار، زمیندار، ساموکار، دوسروں کو محروم کر کے کچھ اپنے لئے سمیٹ لینے کی کوششیں کر رہے ہیں ایک کسان بھوکا مر رہا ہے، اس کو باجرے اور جواری کی روٹی میسر نہیں لیکن اس کے ہاتھوں کی کمائی اور اس کا بویا اور کاٹا ہوا آئینہوں سب ایک زمیندار کے گھر پر ہوا ہے۔ اور وہ بھرے پیٹ کھا کر بضم چورن کی تلاش میں ہے۔ کارخانہ دار نے اپنے شکاری کتے کو بھی محل کے گردوں پر بٹھا رکھا ہے۔

لیکن کپڑے بننے والے کارخانہ میں ۳ روز صبح سے شام تک مزدوری کرنے والے ایک مزدور کو جو انسان اور

ایک ہلک مرض ہے۔ اور اس سے بد اخلاقیات اور ساری برائیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ لیکن اس کے لئے جو علاج سوچا گیا ہے وہ بجلے خود ایک مرض ہے۔ اسی علاج کو آزما کر دیکھا گیا کہ اس سے بد اخلاقیوں اور برائیوں کی اصلاح نہیں ہوئی۔ اسی سے دلوں کی کدورتیں نہیں مٹیں۔ اسی سے مرض کے اصل مادے کا استیصال نہیں ہوا۔ اسی سے ہوسٹیل کی عفت عصمت محفوظ نہ ہو سکی، بلکہ بے حیائی اور آبروریزی کے اور نئے نئے شاخ پھوٹ نکلے۔ ازدواجی محکومی کے ختم ہونے کے ساتھ ساتھ ازدواجی تعلقات ہی ختم ہو گئے۔

(باقی باقی)

اشرف المخلوقات ہے، سخت سردی میں بھی بدن ڈھلکنے کے لئے اتنا کپڑا نہیں کہ اپنی پردہ پوشی تو کر سکے اور اسی جو رُو ظلم کا نتیجہ ہے۔ کہ باہمی کشت و خون کا سلسلہ کسی طرح منقطع نہیں ہوتا۔ سرمایہ دار نشہ مال میں مست ہو کر ہر طرح کی بدکاری کے ارتکاب میں کچھ ہجک محسوس نہیں کرتا اور غریب طبقہ چوری، ڈاکہ زنی، دغا بازی پر اتر آتا ہے۔ عصمت فروشی بھی ہے، عصمت دری بھی ہے صنف نازک کا درجہ گرا ہوا بھی ہے۔ اور ان کو جائز حقوق دیئے نہیں جاتے۔ غرض یہ تسلیم ہے۔ کہ یہ طبقاتی کشمکش

صاحبِ صبر

(از مولوی ظفر علی خاں صاحب - بنی آئے -)

گیسو یار کی طرح میرا فسانہ ہے دراز
نغمہ جو ہو تو جہاں نواز نالہ جو ہو تو دلگداز
مطلع فجر کی طرح ہو مری زندگی دراز
گھوم رہا ہے جام میں نشہ بادۂ حجاز
یا کہ ہے خواب ناز میں چشم سیاہ نیم باز
آتے ہی اس کے اٹھ گیا شاہ و گردا میں امتیاز
سرمۂ دیدۂ بلالؓ غم غارۂ چہرہ معاذ
جس نے زمین خشک میں آکے چلا دئے جہاز

لعل نگار کی طرح میری حدیث ہے لذیذ
چاہئے اہل ذوق کو سوز کے ساتھ ساز بھی
بادۂ امتلاپیوں موت کے بعد میں جیوں
بھوم کے پنی رہا ہوں میں جام مہتم نور کا
دعوتۂ داع ہو گئی درگرو اذاعان
دینِ قویم مصطفیٰ رحمتِ عام ہو گیا
تاجوروں کے رشک کو خاکِ درِ نبیؐ ہوئی
جس کی تہیں خبر نہیں شانِ رسولؐ ہی تو تھی

لائے براق جبریلؑ کس لئے اُس کے واسطے

ہوتی تھی جس کی رات دن گنبدِ عرش پر نماز

نظر

(از مولانا حافظ سید محمد ادریس صاحب پروفیسر ایم آے او کالج امرتسر)

چہرہ سرخ ہو جاتا ہے۔ اور اگر ہمارا کوئی دشمن ہماری نظر تیز نظروں سے گھورنے لگتا ہے تو ہماری رنگت ڈر کے مارے زرد پڑ جاتی ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نفس انسانی کو اللہ تعالیٰ نے ایسی طاقت بخشی ہے کہ وہ کسی جسم کو چھوئے بغیر متاثر کر سکے۔

اثر ڈالنے کے ذرائع۔ عام طور پر یہ گمان کیا جاتا ہے کہ ایک چیز دوسری چیز میں تب اثر کرتی ہے۔ جب یہ دونوں ایک دوسرے کو چھو جائیں۔ اور نظر میں چونکہ یہ بات موجود نہیں اس لئے اس کے اثر کا قائل ہونا ایک بے حقیقت چیز ہے یقین کرنا ہے۔ ہمارے ان دوستوں کو یہ معلوم نہیں کہ اثر ڈالنے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ کسی چیز کو چھو لیا جائے۔ چھو لینا اثر ڈالنے کے متعدد ذرائع میں سے صرف ایک ذریعہ ہے۔ اور وہ بھی معمولی سا اس کے علاوہ حسب ذیل طریقوں سے اشیاء پر اثر ڈالا جاسکتا ہے ایک چیز دوسری چیز کے مقابل لائی جائے **مقابلہ**۔ جیسے مقناطیس جب لوہے کے سامنے لایا جاتا ہے۔ تو اس کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔

نظر۔ کسی چیز کی طرف آنکھیں اٹھائی جائیں جیسے مسمریزم کا عامل اپنے معمول کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہی اسے بے ہوش کر دیتا ہے۔ **روحانی توجہ**۔ کسی اوجھل چیز پر روحانی توجہ

بعض اشخاص میں یہ صفت پائی جاتی ہے کہ جب وہ کسی چیز کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہیں تو ان کے دل میں ایک خاص قسم کی زہریلی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور اس کیفیت کا اثر یہ ہوتا ہے۔ کہ اس چیز کو نقصان پہنچ جاتا ہے۔ اس اثر کو عرف عام میں ”نظر لگ جانا“ کہتے ہیں۔

گو انسان کو اپنی بہت ساری پوشیدہ قوتوں کا صحیح علم اب تک حاصل نہیں ہو سکا۔ لیکن اقوام عالم کی نفسیاتی تاریخ کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ انسان نے اب سے ہزار ہا سال پہلے اس قوت کو دریافت کیا تھا اور تقریباً تمام قدیم اقوام اور مل اس بات کے قائل تھے کہ نظر حق ہے۔ اور اس کے مضر اثرات یقینی ہیں۔

چونکہ آج کل ہم میں سے بعض نا تجربہ کار تعلیم یافتہ نظر لگنے کے قائل نہیں۔ اور بغیر کسی دلیل کے ایک ایسی اہم روحانی طاقت کا انکار کرتے ہیں۔ جس کے وقوع پر تقریباً تمام مل اور اقوام کا اتفاق ہو چکا ہے۔ اس لئے ہم ذیل میں ان کو سمجھانے اور آزمائش کی ترغیب دینے کے لئے اس مسئلے پر کسی قدر تشریحی بحث کرتے ہیں۔

روح کا اثر تمام جسم پر۔ یہ امر مسلم ہے کہ انسانی روح اپنے جسم کے علاوہ دوسرے جسموں پر بھی اثر ڈالتی ہے ہمارا مشاہدہ ہے کہ اگر کوئی شخص ہمارے طرف آنکھ اٹھا کر دیکھتا ہے جس سے ہم مرعوب ہوتے یا شرماتے ہیں تو ہمارا

ہو کر اس کو نقصان پہنچا دیتی ہیں۔ جیسے بعض اثر دہا کسی جاندار کی طرف دیکھتے ہی اس کو اپنے اثر سے ہلاک کر دیتے ہیں۔

بعض کہتے ہیں کہ نظر باز اشخاص کی آنکھوں سے ایسے باریک شرارے چھوٹتے ہیں جو دکھائی نہیں دیتے یہ شرارے اس چیز کے جسم میں پیوست ہو کر اس کو بیمار یا ہلاک کر دیتے ہیں۔

بعض لوگ (جو اسباب، قویٰ اور تاثرات کے منکر ہیں وہ بھی بے شمار تجربات کی بنا پر نظر کے قائل ہیں اور) اس کی توجہ یوں کرتے ہیں کہ جب نظر باز کسی چیز کی طرف پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسی وقت اس چیز کو نقصان پہنچا دیتا ہے۔ خود نظر کرنے والا نہ اس نقصان کا ارادہ کرتا ہے نہ وہ اس کا سبب بنتا ہے اور نہ اس کی ذات میں کسی چیز کو نقصان پہنچانے کی مخفی طاقت ہوتی ہے (یہ مسلک ان لوگوں نے اختیار کیا ہے جو ہر چیز کو خدا پر سوچتے ہیں اور عالم اسباب کے قطعاً منکر ہیں)

نظر کے متعلق حافظ ابن قیم کی رائے!

علامہ ابن القيم نظر بد کی بنیاد حسد پر قائم کرتے ہیں وہ لکھتے ہیں:-

”یہ مانی ہوئی بات ہے کہ حاسد کی حسد سے محسوس کو بھی تکلیف پہنچتی ہے اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاسد کے شر سے پناہ مانگنے کی تلقین کی ہے (وَمَنْ شَرَّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ) اور یہی حسد نظر بد کی اصل ہے۔ کیونکہ حاسد کی روح جب ایک بُری کیفیت سے اثر پذیر ہو جاتی ہے تو وہ محسوس پر بُرا اثر ڈال کر اس کو نقصان پہنچا دیتی ہے۔ حاسد کی مثال اس اثر دہا کی ہے جو اپنے دشمن سے آنکھیں ملاتے ہی

دی جائے۔ جیسے یونان کے اشراقیوں، ہندوستان کے جوگیوں اور سلمان صوفیوں کا معمول تھا۔ اور اب تک ہے۔

دعا - باری تعالیٰ سے دعا مانگی جائے اور عالم ملکوت کو دعائیہ الفاظ کے ذریعہ اس چیز کی طرف متوجہ کیا جائے جیسے کہ روزمرہ کا مشاہدہ ہے۔

جادو - جھاڑ پھونک کی جائے۔ جیسے بعض لوگ سانپ، بچھو، اور باؤلے کتے وغیرہ کے کانٹے کا زہر اتارتے ہیں۔

وہم - قوتِ واہمہ غالب آجائے۔ اور اس سے جسم متاثر ہو جائے۔ جیسے اُونچے اور تنگ پل پر۔ یا ہوا میں لٹکی ہوئی رستی پر چلتے وقت جسم میں لرزہ پڑ جاتا ہے اور آدمی گرنے لگتا ہے۔

تخیل - قوتِ متخیلہ کسی سنان جنگل میں فرضی موزیں آنکھوں کے سامنے لاکھڑی کرے جیسے ڈرپوک آدمیوں کے ساتھ عموماً پیش آتا ہے۔

اسباب مذکورہ یعنی مقابلہ، نظر، توجہ، دعا، جھاڑ پھونک، وہم اور تخیل کے اثرات عام طور پر مشاہدہ میں آتے ہیں۔ حالانکہ ان میں سے کوئی چیز بھی متاثر ہونے والی چیز سے جسمانی اتصال پیدا نہیں کرتی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اثر و تاثر کے لئے جسمانی اتصال کی کوئی ضرورت نہیں۔ اسی طرح نظریہ میں بھی باوجودیکہ دو چیزوں کا بظاہر اتصال نہیں ہوتا لیکن ایک کی روح کا پر تو دوسرے پر پڑ کر اس کو نقصان پہنچا دیتا ہے۔

نظر کس طرح لگ جاتی ہے؟ بعض علماء کا خیال

ہے کہ نظر لگانے والے شخص کے دل پر جب ایک بُری کیفیت طاری ہو جاتی ہے تو اس کی آنکھوں سے زہریلی شعاعیں نکلنے لگتی ہیں جو متاثر ہونے والی چیز میں پیوست

بیماری کو بپا اور سلب کر سکتا ہے۔ کسی دل کو مطمئن اور چین کر سکتا ہے۔ کسی طاقت کو بڑھایا گھٹا سکتا ہے اور اگر اس کی زیادہ مشق کی جائے تو پھر دیوار کے پیچھے سے بھی انسان کسی چیز پر اثر ڈال سکتا ہے۔ لیکن اب سے چودہ سو سال پہلے جبکہ دنیا مسمریزم اور اس کے سائنٹیفک طریقوں سے ناواقف تھی۔ آنحضرتؐ نے مسلمانوں کو اس امر کی طرف متنبہ کیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا ہے :-

النَّعْنَ حَقٌّ وَلَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابِقَ الْقَدَرِ لَسَبَقْتُهُ الْعَيْنَ -
نظر حق ہے۔ اور اگر کوئی چیز تقدیر سے آگے بڑھ سکتی تو وہ نظر ہوتی۔
(مسلم)

نیز حضرت انسؓ سے روایت ہے :-
إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي الْمُرْتَبَةِ مِنَ الْحِمَاةِ وَالْعَيْنِ وَالنَّمْلَةِ -
آنحضرتؐ نے بھجوں کے ڈنگ، نظریہ بد اور بغلی پھنسیوں پر پڑھ کر بھونکنے کی اجازت دی ہے۔
(مسلم)

نیز حضرت اسماء بنت عمیسؓ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرتؐ سے دریافت کیا کہ بنی جعفر کو عموماً نظر لگتی ہے۔ کیا آپؐ اجازت دیتے ہیں۔ کہ میں ان کے لئے جھاڑ بھونک کیا کروں؟ آپؐ نے اجازت دیتے ہوئے فرمایا اگر کوئی چیز تقدیر سے بڑھتی تو وہ نظر ہوتی۔ (ترمذی)

حضرت سہیل بن حنیفؓ صحابی کو نظر لگی۔

گورے چٹے آدمی تھے۔ ایک دفعہ نہر میں نہا رہے تھے۔ حضرت عامر بن ربیعؓ اوھر سے گزرے تو کہنے لگے واہ۔ کیا گورا چٹا اور گداز جسم ہے۔ یہ کہنا تھا کہ حضرت سہیلؓ رض کو بخار چڑھا۔

اس کو گرا دیتا ہے۔ اور یاد رہے کہ بعض سانپ اتنے زہریلے ہوتے ہیں کہ ان کے ساتھ سامنا ہوتے ہی عورتوں کا عمل ساقط ہو جاتا ہے۔ بعض ایسے ہوتے ہیں جن کے ساتھ آنکھیں چار ہوتے ہی آدمی بینائی سے محروم ہو جاتا ہے۔ اور اسی لئے آنحضرتؐ نے ساینوں کی دو قسموں ایترو اور ذوالطفئین کے بارے میں فرمایا ہے :-
إِنَّهُمَا يَلْتَمِسَانِ الْبَصَرَ | یہ دونوں بینائی کو ضائع دلیسقطان الحبل اور حمل کو ساقط کر دیتے ہیں

پس اسی طرح بعض لوگوں کی رُوح ان بُری کیفیتوں سے اتنی جلد اور اس شدت سے اثر پذیر ہو جاتی ہے کہ وہ جس چیز کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھ کر اس پر حسد کرتے ہیں وہ چیز عموماً نقصان اٹھاتی ہے۔

بعض لوگوں کی روحیں اتنی شدت کے ساتھ بُری کیفیتوں سے اثر پذیر ہوتی ہیں کہ ان کو نظر لگانے کے لئے آنکھوں کے روندن کا سہارا لینے کی بھی ضرورت نہیں رہتی۔ چنانچہ مادر زاد اندھے اور پس پردہ بیٹھے ہوئے اشخاص بھی اسی طرح نظر لگا سکتے ہیں جس طرح آنکھوں والے اور حاضر لگا سکتے ہیں۔ کیونکہ نظر دراصل ان تیروں سے لگتی ہے جو روح کے کمان سے نکل کر کسی چیز پر پڑتی ہے۔ اگر وہ چیز ہتھیار بند نہ ہو تو وہ تیر اس کو فوراً گھائل کر دیتے ہیں۔ اور اگر ہتھیار بند ہو تو اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ بلکہ پلٹ کر خود حاسد پر آن پڑتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جس کی نظر زیادہ لگتی ہے اس کی اپنی حالت بھی چنداں اچھی نہیں ہوتی۔

اسلام اور نظریہ - آج کل مسمریزم کے عجیب و غریب طلسمات کو دیکھ کر ہم آنکھوں

کے جادو کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ اور مانتے ہیں کہ انسانی ارادہ آنکھ کی راہ سے کسی شخص کو بے ہوش کر کے اس کو اپنا آلہ کار بنا سکتا ہے۔ کسی

بدخواہ اپنا سامنہ لے کر رہ گئے۔

نظر سے بچنے کا طریقہ - جس چیز کو نظر لگنے کا

محاسن کو عام لوگوں سے اور خاص کر نظر بازوں سے بچا رکھنا چاہئے۔ یا اس میں ایک ایسا عارضی نقص پیدا کر دینا چاہئے۔ جس کی وجہ سے وہ نظر بد سے محفوظ رہ سکے۔ امام بغوی نے شرح السنہ میں روایت کی ہے کہ حضرت عثمان رضی نے ایک خوبصورت لڑکے کو دیکھا جس کو کئی دفعہ نظر لگ چکی تھی۔ تو اس کے رشتہ داروں کو مشورہ دیا۔ کہ اس لڑکے کی ٹھوڑی کو سیاہ کر دو۔ تاکہ اس کو نظر نہ لگ سکے۔ اسی واسطے شاعر نے کہا ہے :-

مَا كَانَ أَحْوَجَ ذَا الْكَمَالِ إِلَى
عَيْنٍ يَوْ قَيْنِهِ مِنَ الْعَيْنِ

(ترجمہ) ہر باکمال میں نظر بد سے بچنے کے لئے ایک نہ ایک عیب ضرور ہونا چاہئے۔

متنبی نے کہا ہے :-

كَأَنَّ الرَّحْمَ دَمِيَ عَادَ عَلَى كُلِّ مَاجِدٍ
إِذَا الْحَرُّ يُعَوِّدُ حَبْدَهُ بِعُيُوبٍ

گویا تباہی ہر اس بزرگ پر عادی ہوتی ہے جو اپنی بزرگی کو بچنے کیلئے عیوب کا تعویذ نہ رکھتا ہو۔

نظر کا علاج - اگر کسی شخص کو نظر لگ جائے اور نظر لگانے والا معلوم ہو تو

اس کو کہا جائے کہ وہ ایک برتن میں ہاتھ پاؤں اور ران وغیرہ دھو لے۔ پھر اس پانی کو مریض کے سر پر اچانک ڈال دیا جائے۔ جیسا کہ آنحضرت ص نے حضرت سہل رضی کے ساتھ کیا تھا۔

یہ علاج گو طبیوں کے مروج طریق علاج سے الگ ہے۔ اور اسی لئے اکثر ناواقف اور نا تجربہ کار اشخاص

اور گھڑا کر لیٹ رہے۔ آنحضرت ص کو اطلاع ملی تو آپ ص عامر کے پاس تشریف لے گئے۔ اور غصے سے کہا۔ تم لوگ کیوں اپنے بھائیوں کو قتل کیا کرتے ہو؟ تم کو چاہئے تھا کہ ان کے لئے برکت کی دعا مانگتے نہ کہ انہیں نقصان پہنچاتے۔ پھر آپ ص نے حکم دیا۔ کہ عامر ایک ٹب میں اپنے بعض اعضاء دھو لے۔ اور وہ پانی سہل پر لے جا کر ڈال دیا جائے۔ اس تدبیر سے ان کا بخار اتر جائے گا۔ چنانچہ ایسا کیا گیا۔ اور حضرت سہل رضی کا بخار ٹوٹ گیا۔

نیز حضرت جابر رضی روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ص نے فرمایا ہے :-

إِنَّ الْعَيْنَ لَتَدْخُلَ
الرَّحْلَ الْقَبْرِ وَالْجَلَّ
الْقَدْرَ

نظر آدمی کو قبر میں اور اور اونٹ کو ہنڈیا میں پہنچا دیتی ہے۔

آنحضرت ص اور نظر - قبیہ نظر لگانے کے لئے مشہور تھا۔ ان کا ایک آدمی تین دن تک بھوکا رہتا۔ پھر خلوت گاہ سے نکل کر جس چیز کی تعریف کر دیتا اس کو اسی وقت نظر لگ جاتی۔ کفار مکہ نے ایک دفعہ مشورہ کیا۔ کہ ان میں سے کسی شخص کو آجرت دے کر اس بات پر آمادہ کیا جائے کہ وہ آنحضرت ص کو نظر لگا دے۔ قرآن پاک نے آنحضرت ص کو ان کے مشورہ سے مطلع کیا :-

وَإِنَّ يَكِيدُ الَّذِينَ كَفَرُوا
لِيُزِيلُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ
لَمَّا سَمِعُوا اللَّهَ يُنْزِلُ
يَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ

مومن ہیں۔

چنانچہ ان کی یہ چال بھی کارگر نہ ہوئی۔ اور آپ ص

آنکھ سے پناہ مانگتا ہوں۔

یہ دعا آنحضرت ۳ امام حسنؑ اور امام حسینؑ پر پڑھ کر پھونکتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ میرے دادا حضرت ابراہیمؑ اپنے صاحبزادوں۔ اسمعیلؑ اور اسحقؑ پر یہ دعا پڑھ کر پھونکتے تھے۔

نیز یہ دعا بھی نظر بد کے لئے بہت مفید ہے:-
 بِسْمِ اللّٰهِ اَسْرُقِيْكَ
 مِنْ كُلِّ دَاۤءٍ يُّؤْذِيْكَ
 مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ
 اَوْ عَيْنٍ حَاسِدٍ
 اللّٰهُمَّ يَشْفِيْكَ بِسْمِ
 اللّٰهِ اَسْرُقِيْكَ
 کا نام لے کر تم پر پھونکتا ہوں۔

ایک دفعہ آنحضرت ۳ بیمار ہوئے تو حضرت جبریلؑ نے یہی دعا آپ پر پھونکی تھی۔

نظر باز کو ہدایت

جس شخص کی نظر زیادہ لگتی ہو۔ اس کو چاہئے کہ کسی اچھی چیز کو دیکھ کر اس پر تعجب نہ کرے۔ بلکہ یوں کہے:-

اَللّٰهُمَّ يَا رَاكْ عَلَيْهِ
 یا یوں کہے:-

مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

اس طرح اس کی نظر کسی چیز کو نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔ اور وہ دنیا کی بدنامی اور آخرت کے عذاب سے بچ جائے گا۔



اس کے عجیب و غریب معجز نما اثرات پر یقین نہیں کریں گے۔ لیکن ان کی خدمت میں ہم یہ عرض کریں گے۔ کہ یہ کوئی ایسا الہیاتی مسئلہ نہیں ہے جس کو عمل کے ذریعہ آزمایا نہ جاسکے۔ ہاتھ لنگن کو آرسی کیا ہے۔ آزما کر دیکھ لیں کہ دنیا کے سب سے بڑے روحانی طبیب نے جو انکھا علاج بتایا ہے۔ وہ مفید ہے یا نہیں۔ علاج کے سلسلہ میں سینکڑوں فلسفیانہ دلائل اتنے کامیاب نہیں ہو سکتے۔ جتنی ایک آزمائش کامیاب ہو سکتی ہے اگر ناظرین خلوص نیت سے اس **طب نبوی** علاج کو برتیں گے۔ تو ان کو بہت جلد معلوم ہو جائے گا۔ کہ بڑے بڑے ڈاکٹروں کی طب آنحضرت ۳ کے طریق علاج کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے عورتوں کا طریق علاج ڈاکٹروں کے مقابلے میں۔ بکداس سے بھی کم ہے۔ کیونکہ ڈاکٹروں کے بعض علاج قیاسی ہوتے ہیں۔ بعض تجربہ، خیال، خواب یا الہام پر مبنی ہوتے ہیں۔ اور بعض حیوانات اور پرندوں کی دیکھا دیکھی ان کو سوچتے ہیں۔ تو اس ناقص اور متضاد طب کو اس طب سے کیا نسبت ہو سکتی ہے۔ جس کی تعلیم خالق کون و مکان نے آنحضرتؐ کو اودا آنحضرت ۳ نے اپنے سچے متبعین کو دی ہے۔

نظر کا دوسرا علاج۔ نیز نظر بد کے اثرات

مریض پر معوذتین (فلق۔ الناس) الحمد شریف اور آیتہ الکرسی پڑھ کر پھونک لینی چاہئے۔

نیز اس مرض میں یہ دعا بھی مفید ثابت ہوئی ہو:-
 اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ
 التَّامَّاتِ مِنْ كُلِّ
 شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَ مِنْ
 كُلِّ عَيْنٍ لَّامَةٍ
 میں اللہ تعالیٰ کے تمام کلمات کے ساتھ ہر شیطان زہریلے جانور اور حواس کو نقصان پہنچانے والی

مَنقولات

ہمارے ماہرین سیاست کے کارنامے قلابازیاں

(۲)

(انجناب مولنا ابوالفضل عبدالحفیظ صاحب بلیادی رفیق ادارہ "الفرقان" بیل)

نتیجہ یہ ہوا کہ فوج میں مسلمانوں کا تناسب کم ہونے لگا۔ (مسلمانوں کا ایشیا ص ۴)
 علماء بیچارے بھی کس قدر ضیق میں ہیں کہ اگر مولنا محمد علی مرحوم کے ریزولوشن پر ڈٹے رہیں تو سادہ لوح قرار پائیں۔ اور اس کے خلاف کہیں تو یہ طعنہ سننا چاہئے کہ علماء کے نفاذی وقت کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں۔
 ملاحظہ ہو :-

کمال یہ ہے کہ اس قسم کے فتوے ہوا کے رخ کے ساتھ آئے دن بدلتے رہتے ہیں۔ (مسلمانوں کا ایشیا ص ۵)
 مولنا محمد علی مرحوم کا ریزولوشن ایک آیت قرآنی کا ترجمہ ہے۔ جس میں انشاء اللہ رہتی دنیا تک تغیر و تبدل نہیں ہوگا مگر ہمارے ماہرین سیاست کی سیاست دیکھئے اور ان کی خوش غلی کی داد دیجئے :-

مسلم لیگ پارٹی نے انہیں خیالات کو مد نظر رکھتے ہوئے اسمبلی میں فوجی بل کی حمایت کی جس کی رو سے ہر وہ شخص جو فوج کی بھرتی کے خلاف پروپیگنڈہ کرے گا مجرم قرار دیا جائیگا مسلم لیگ کے اس طرز عمل کے خلاف بہت آوازیں بلند ہوئیں۔ غلط فہمی اس لئے بھی ہوئی کہ عوام کے سامنے یہ پروپیگنڈہ کیا گیا کہ

مولنا محمد علی مرحوم کے بیان میں مقدمہ کراچی کا ذکر آگیا تو اس پر بھی ایک لطیفہ سن لیجئے۔ مسلمانوں کے ایشیا کے مصنف جناب عبد الوحید خاں صاحب جو ماشاء اللہ چشم بدور گریجوئیٹ ہیں۔ اپنی کتاب کے ص ۱۳۹ پر تحریر فرماتے ہیں :-

کراچی کا یہ مقدمہ دنیا کے ان چند یادگار مقدموں میں سے ہے جو ہمیشہ تاریخ کے صفحات کی زینت رہیں گے۔ اور آئندہ نسلوں کے لئے شجاعت اور بہادری کا نمونہ بنے رہیں گے۔ مولنا محمد علی مرحوم جب عدالت میں تقریر کرتے تھے تو حضرت عمر کی حق گوئی اور صحابہ کرام کی صداقت اور لا خوف علیہم کا صحیح نظارہ آنکھوں میں پھر جاتا تھا۔

کراچی کا مقدمہ جس مشہور ریزولوشن کی وجہ سے تھا اس سے دنیا واقف ہے۔ اس ریزولوشن کے محرک کے اوصاف آپ نے سن لئے۔ اس ریزولوشن کو علماء اب دہراتے ہیں تو سادہ لوح قرار پاتے ہیں۔
 ملاحظہ ہو :-

غضب یہ ہے کہ اس پروپیگنڈے کے لئے بھی علماء سادہ لوح نئے فتوے جاری کئے کہ مسلمانوں کا فوج میں بھرتی ہونا گناہ ہے اسکا

بحرِ فلسطین کے لئے کی جا رہی ہے۔ حالانکہ یہ بالکل لغو ہے۔ فوجیوں کا مقصد کسی تئیں یا خاص فوجی بھرتی کی حمایت کرنا نہیں ہے بلکہ معمولی بھرتی کی جو ہمیشہ جاری رہتی ہے اور جس میں مسلمان نسبتاً زیادہ بھرتی ہوتے ہیں حمایت مقصود تھی.....

مسلم لیگ نے بیانگ دہل اسمبلی میں اور باہر۔
اپنی یا ایسی کا اعلان کر دیا ہے کہ جب کبھی ہندو
کی فوج کو برطانوی استعمار کے لئے استعمال کیا
جائے گا یا بھرتی بیرون ہند مسلمانوں پر منظام
کرنے کے لئے کی جائے گی۔ تو مسلم لیگ اس کی
پیرزور مخالفت کرے گی۔

مسلمانوں کا اثبات ۴۰۸-۴۰۹

مقدمہ کراچی میں علی برادران دوسرے حضرات کو
دو دو سال قید کی سزا ہوئی اس کے بعد کی کیفیت
سنیے :-

علی برادران کے قید ہو جانے سے سب سے بڑا نقصان یہ ہوا کہ بعینہ اس وقت جبکہ مسلم سیت اپنی ترقی کے آخری زمین پر پہنچ چکی تھی۔ اور ہندوستان میں سبجز مسلمانوں کی زبردست جماعت کے اور کوئی جماعت انگریزوں کے مقابلہ میں نظر نہ آتی تھی۔ مسلم مدبرین جنہیں جمعیتہ العلماء کے معزز ارکان بھی تھے سب سے بہترین شتا و مولانا ابوالکلام آزاد بھی تھے ایک ایسی غلطی کا ارتکاب کر بیٹھے جس کی تلافی آج تک نہ ہو سکی۔ اور نہ مستقبل قریب

میں امید ہے ..

لیکن سب سے بڑی مہلک غلطی یہ تھی کہ ترکِ موالات کے ڈیڑھ سال کے بعد خلافت کمیٹیوں کے تمام کاموں کو جو داخلی تحریک سے متعلق تھے کانگریس کمیٹیوں کی طرف فتنہ منتقل کر دیا گیا۔ اول تو ابتدا میں غلطی یہ ہوئی تھی کہ ۱۹۱۷ء میں تحفظ خلافت عثمانیہ کے نام سے علیحدہ کمیٹی مقرر کی تھی۔ مسلمانوں میں مسلم لیگ سب سے بڑی جماعت موجود تھی جو ۱۹۰۶ء سے برابر جمہوریت میں مصروف تھی۔ اور جنگِ عظیم کے اختتام پر تو وہ ملک کی سب سے بڑی انتہا پسند جماعت تھی۔۔۔

ایسی صورت میں تحریک خلافت مسلم لیگ
ی کے پلیٹ فارم سے شروع ہونی چاہئے تھی۔
خلافت کمیٹی کے بانی سب مسلم لیگ کے اراکین
خصوصی تھے پھر علیحدہ جماعت بنانے کی کیا
ضرورت تھی۔ اس سے نقصان یہ ہوا کہ لوگ
مسلم لیگ کو بھول گئے۔ . . .

اس کے بعد سے مسلم لیگ کی حالت برابر کمزور ہوتی گئی۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ خلافت کی تحریک کو مسلم لیگ سے علیحدہ کر لیا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جب ترکوں نے خلافت کو خیر باد کہا اور خلافت کی تحریک کمزور ہو گئی۔ تو مسلمان کچھ کانگریس میں چلے گئے اور کچھ گوشہ نشین ہو گئے۔ مسلم لیگ کو خالی سمجھ کر اس پر رجعت پسندوں نے قبضہ کر لیا۔ بہر حال خلافت کمیٹی قائم ہو گئی اور ہندوستان بھر میں اس نے شورش بپا کر دی تو اس سے سب کام لے کر کانگریس کے سپرد کر دینا ابوالکلام صاحب کی یہ ایسی غلطی

تھی کہ یہ مسلمانوں کے قتل پر دستخط کرنے کے مترادف تھے۔

(مسلمانوں کا ایشیا صفحہ ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴)

جناب عبدالوحید خاں صاحب بی اے قابل مبارکباد ہیں کہ انہوں نے عوام کو مولویوں اور خصوصاً مولانا ابوالکلام آزاد سے بدظن کرنے کے لئے ایک اچھی خاصی فہرست جرائم تیار کر دی۔ مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مسلم مدبرین جن میں جمعیتہ العلماء کے ارکان بھی تھے بحر سیاست کے بہترین شناور مولانا ابوالکلام آزاد بھی تھے جب غلطی کا ارتکاب کر رہے تھے اس وقت حضرت قائد اعظم کہاں تشریف فرما تھے مسلمانوں کے قتل عام کو کینو کرگوار فرما لیا۔ ان کے ہاتھ میں سیاست کی باگ ڈور کیوں دی گئی۔ جس کی وجہ سے رجعت پسندوں کو قبضہ کا موقع مل گیا، اور حضرت قائد اعظم نے رجعت پسندوں کی محبت کیونکر اختیار فرمائی۔ اور آج یہ رجعت پسند جو اس وقت مسلم لیگ پر قابض ہو گئے تھے کس کیمپ میں تشریف فرما ہیں۔ خلافت کمیٹی کے بانی سب مسلم لیگ کے اراکین خصوصی اور جدید تعلیمی حضرات تھے پھر یہ کیا سٹفن میں آ رہا ہے کہ ان سے ایسی زبردست غلطی ہو گئی کہ انہوں نے مسلم لیگ کو چھوڑ کر علیحدہ جماعت بنائی۔ جس کا کھلا ہوا نقصان یہ ہوا کہ لوگ مسلم لیگ کو بھول گئے۔ حالانکہ غلطی کرنا تو صرف علماء ہی کا کام ہو سکتا ہے کہ وہ سیاست سے ناواقف ہیں ان ماہرین سیاست سے ایسی فاش غلطی؟

پھر ۱۹۴۷ء میں صلح و اتحاد کی کوششیں شروع ہوئیں اور یہ ۱۹۴۷ء ہی کیا بقول مصنف پاکستان اور ہندوستان ۱۹۱۸ء سے ۱۹۴۷ء تک گیارہ مرتبہ صلح و اتحاد کی کوششیں مسلمانوں کی طرف سے کی گئیں اور ہر مرتبہ ہندوؤں کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے ناکامی رہی سوائے آخری کوشش

صلح و اتحاد کے ساری کوششیں ایک قوم کی نظر پر تھیں اور مغربی طرز جمہوریت کی حکومت کے حصول پر مبنی حالانکہ ہندوستانی سیاست دانوں کا اُستاد مسٹر مارسلین متنبہ کر چکا تھا کہ

جمہوری حکومت اقلیتوں کو کڑی کاٹنے والوں اور پانی بھرنے والوں کے درجہ پر پہنچا دے گی اور مسلمانوں کا ملک میں نام و نشان باقی نہ رہے گا۔

(انسٹی ٹیوٹ گزٹ ۱۹۷۱ء بحوالہ رٹن مستقبل طبع اول) مگر ہمارے ماہرین سیاست حصول حکومت جمہوری کے لئے انہیں ہندوؤں سے صلح و اتحاد کی کوششیں کرتے ہیں جن کے متعلق آج بہت بلند آہنگی کے ساتھ کہا جاتا ہے۔ کہ ان کا تمدن جدا۔ ان کی تہذیب علیحدہ ان کا طرز معاشرت مسلمانوں کے مخالف۔ وہ ایک علیحدہ قوم مسلمان ایک علیحدہ قوم تسلیم ہے کہ یہ سب باتیں درست۔ تو پھر کیا غفلت دی سوچھی تھی کہ دس مرتبہ اسی قوم سے صلح و اتحاد کی کوشش کی گئی جن کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ وہ مسلمانوں کے تباہ و برباد کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اردو ہندی کا قضیہ، فسادات آره و کٹار پور ہنگامہ شدھی و سنگھن کیا ہمارے ان سیاست دانوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی نہیں تھے کہ کوشش پر کوشش کئے چلے جا رہے ہیں۔

بہر حال ۱۹۴۷ء میں پھر صلح و اتحاد کی کوشش ہوئی۔ اور مسلم لیگ منعقدہ بمبئی میں مسٹر جناح نے ایک قرارداد میں طے کرایا کہ ایک کمیٹی بنائی جائے جو مجالس وضع قوانین اور دیگر نمائندہ مجالس میں مسلمانوں کی نیابت اور ملازمتوں میں مناسب حصہ حاصل کرنے کے لئے مطالبات مرتب کرے۔ اب اس کے آگے کا حال مسلمانوں کی سیاست وطنی کے مصنف کی زبان سنئے :-

مسٹر جناح نے قرارداد پیش کرتے ہوئے اس

۱۹۳۵ء کو مرکزی اسمبلی میں کمیونل اور ڈپرہمارے قائد اعظم ایک طولانی تقریر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں :-

حضرات اس عمل کو کسی طرح بھی ہم مسترد نہیں کر سکتے اور اس حالت میں اس کو منظور کرنے کا سوال تو پیدا ہی نہیں ہوتا کیونکہ ہم بالکل مجبور سے ہو گئے ہیں میں مخالف پارٹی کے لیڈر (مسٹر ڈیساوی) کے جذبات و خیالات کی پوری حمایت کرتا ہوں۔ بے شک یہ درست ہے کہ سیاسیات میں مذہب کو دخل نہیں ہونا چاہیے اور نہ اسے دخل ہونے دینا چاہیے۔ اسی طرح نسل کو بھی سیاسیات پر حاوی نہ ہونے دینا چاہیے۔ گوربان کا مسئلہ اس قدر واقع نہیں ہے۔۔۔۔۔ میں یہ جانتا ہوں کہ مذہب کو سیاسیات پر ذخیل و حاوی نہیں ہونا چاہیے کیونکہ مذہب کا معاملہ انسان کا اور خدا کا براہ راست تعلق ہوتا ہے اس سے ہمیں سروکار نہیں۔

(سیاست و وطنی مسئلہ)

اگر کوئی بیچارہ مولویوں کے پاس بیٹھنے والا بھی یہ بات منہ سے نکالتا تو اس کی دھجیاں اڑادی جاتیں لیکن یہ ارشاد ہے ہمارے قائد اعظم کا کیا مجال کہ ان کے خلاف کچھ کہا جاسکے۔ کیونکہ طلوع اسلام کا فتویٰ ہے۔ کہ ”جناح کی آواز حق کی آواز ہے“ ملاحظہ ہو طلوع اسلام ماہ نومبر ۱۹۴۱ء۔

اور سینیٹ ۱۹۴۲ء میں سائنس کمیشن کے تقرر کا اعلان ہوا۔ جس کے مقاطعہ کا فیصلہ تمام مسلم جماعتوں نے کیا۔ مسلم علماء اور جمعیت الخلافہ نے اپنے اپنے اجلاس منعقدہ کلکتہ میں مقاطعہ کے تجاویز پاس کئے حتیٰ کہ سیاست نہ جاننے والوں کی جماعت جمعیت العلماء نے بھی

الزام کی پھر ایک مرتبہ تردید کی کہ وہ لیگ کے پلیٹ فارم پر فرقہ پرست کی حیثیت سے آئے ہیں۔ انہوں نے حاضرین کو یقین دلایا کہ میں ویسا ہی قوم پرست ہوں جیسا کہ پہلے تھا۔ ذاتی طور پر مجھے یہ کہنے میں تاثر نہیں کہ فرقہ واریت کا مخالف ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ محاسن قانون میں ملک کے بہترین قابل ترین افراد نمائندگی کریں۔ لیکن بدقسمتی سے دوسرے محبان اسلام اس انتہائی جانے کو تیار نہیں۔ جہاں تک میں جانے کو تیار ہوں۔ میں موجودہ حالت سے اپنی آنکھیں بند نہیں کر سکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ اکثر مسلمان محاسن قانون اور ملازمتوں میں علیحدہ نیابت چاہتے ہیں اور اسی جذبہ کی وجہ سے جفاقی اختلاف پیدا ہوئے ہیں۔ ہم فرقوں کے اتحاد کی باتیں کر رہے ہیں۔ لیکن اس قسم کا اتحاد کہاں ہے۔۔۔ میں جانتا ہوں کہ برادران ملت سوراخ کے لئے معرکہ آرائی کرنے کو تیار ہیں۔

لیکن انہیں چند ضمانتوں کی ضرورت ہے جہاں تک میری رائے کا تعلق ہے میں حالت کا جائزہ لوں گا۔ آپ لوگ جانتے ہیں کہ میں عملی سیاستدان ہوں۔ اتحاد کی راہ میں فرسے حاصل نہیں۔ بلکہ اُن کے چند افراد ہیں۔ جو شرانگیز ہیں۔

(مسلمانوں کی سیاست و وطنی مسئلہ)

یہ اپنے آپ کو کھلے بندوں قوم پرست کون کہہ رہا ہے قائد اعظم مسٹر محمد علی جناح۔ کیا کبھی کسی مولوی ملانے بھی قوم پرستی پر فخر کیا ہے کیا ہوم ڈپارٹمنٹ شدہ کے بلند مقام مفتی قوم پرست قائد اعظم کے متعلق کوئی فتویٰ ارشاد فرمائیں گے؟

اب اسی کے ساتھ ذرا اسے بھی سن لیجئے کہ، فروغی

جماعتوں نے اس کو مردود قرار دیا تھا۔ مگر سنیئے اور سر دھنیئے کہ ہمارے قائد اعظم اس رپورٹ کے موید تھے۔
مسٹر محمد علی جناح اور مرحوم ہمارا اجدہ محمود آباد کانگریس کے ہمنوا اور نہرو رپورٹ کے حامی تھے لیکن کانگریس نے اپنے طرز عمل سے ان حضرات کو بھی مایوس کر دیا۔
(مسلمانوں کا ایشیا ص ۲۰۵)

عام طور پر معلوم ہوگا کہ مولویوں کی جماعت (جمعیۃ العلماء) نے نہرو رپورٹ کے مسئلہ پر کانگریس سے اختلاف کیا تھا اور اس اختلاف کی نوعیت اچھی خاصی جنگ کی سی ہو گئی تھی۔ لیکن یہ کیسا عجیب انکشاف ہے کہ جدید تعلیمیت ماہرین سیاست ڈاکٹر انصاری مرحوم ہی نہیں بلکہ آج کے قائد اعظم مسٹر جناح بھی اس کے حامیوں میں تھے لیکن اس کے بعد بھی یہ قضیہ کلیہ اپنی جگہ پر ہے کہ مولوی کو سیاست نہیں آتی۔

اب آگے ایک اور لطیفہ سنئیے۔

۲۰ مارچ ۱۹۳۵ء کو دہلی میں ممبران اسمبلی اور دوسرے مسلم اکابرین پر مشتمل مسلمانوں کا ایک اہم جلسہ مسٹر محمد علی جناح کی صدارت میں ہوا کانگریس اور ہندو جہا سبھا اس زمانے میں اس بات پر اڑے ہوئے تھے کہ ہندوستان کا دستور اساسی مخلوط انتخاب پر مبنی ہو مسلم غلام ہندو مسلم اتحاد پر اس قدر کمر بستہ تھے کہ انہوں نے چند شرطوں کے ساتھ جن کو تپاویز دہلی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے مخلوط انتخاب کو بہ تحفظ نشست منظور کر لیا۔ شرائط میں صوبہ سندھ کی علیحدگی صوبہ سرحد میں جدید اصطلاحات کا نفاذ پنجاب اور پنجگل میں مسلمانوں کی اکثریت کا قائم رکھنا مرکزی مجلس آئین ساز میں مسلم

اپنے اجلاس منعقدہ پشاور میں بائیکاٹ کی تجویز پاس کر دی ۳ فروری ۱۹۳۵ء کو سائمن کمیشن نے جب بمبئی میں قدم رکھا تو اس کے مقاطعہ کا سلسلہ شروع ہوا۔ جہاں ہمیں وہ گیا اس کے خلاف ہڑتال اور بائیکاٹ کرنے میں امید سے زیادہ کامیابی ہوئی۔ مگر بعد میں حکومت نے سات ممبران اسمبلی کو بذریعہ نامزدگی کے مقرر کر دیے جنہوں نے سائمن کمیشن کے ساتھ بیٹھ کر کام کیا۔

سوال یہ ہے کہ ان سات ممبران اسمبلی میں سے جو مسلمان تھے کیا مولوی تھے جنہوں نے تمام مسلم جماعتوں کے متفقہ فیصلہ سے انحراف کیا۔

اور سنئیے! ایک طرف تو ملک کی طرف سے سائمن کمیشن کا پر زور مقاطعہ کیا جا رہا تھا۔ دوسری طرف مسلمانوں کی بعض جماعتیں اپنی اپنی عرضداشتیں سائمن کمیشن کے سامنے پیش کر رہی تھیں۔ ان میں سے ایک نہایت اہم اور وقع عرضداشت صوبہ متحدہ کے مسلم ممبران کونسل کی اکثریت نے جولائی ۱۹۳۵ء میں ممبران کمیشن مذکور کی خدمت میں پیش کی یہ عرضداشت فلسکیپ سائر کے پانسو صفحات پر تھی اس میں سب سے زیادہ زور زبان تمدن اور مذہب کی حفاظت پر ان تعلیم یافتہ اصحاب کی طرف سے دیا گیا تھا جو بقول مولوی بشیر الدین صاحب (اٹا وہ) کے اپنی زبان اور اپنا تمدن چھوڑ کر ”وضع میں وہ ہیں نصاریٰ تو تمدن میں ہنود کے مصداق ہو چکے تھے۔ بہر حال یہ کارنامہ بھی نا آشنایان سیاست مولوی ملاؤں کا نہ تھا۔ بلکہ جدید تعلیم یافتہ ماہرین سیاست کا ہی تھا۔

اسی سائمن کمیشن کے سلسلے میں وزیر ہند لارڈ برکن ہیڈ نے ہندوستان کو چیلنج کیا تھا کہ وہ کوئی متفقہ آئین نہیں پیش کر سکتے۔ اسی چیلنج کے جواب میں نہرو رپورٹ کی تخلیق ہوئی جس کے متعلق معلوم ہے کہ ساری مسلم

سنیئے :-

اسی سال ۱۳۵۷ھ بمقام ڈھاکہ مسلم لیگ کی تاسیس ہوئی جس کے لئے گزشتہ چھ سال سے جدوجہد تھی۔ اس کا ابتدائی نصب العین مسلمانوں کے سیاسی حقوق کی محافظت و ترقی اور حکومت کی وفاداری کے ساتھ ہمسایہ اقوام سے اتفاق و اتحاد تھا۔ مگر ہندوؤں کی ایک زبردست جماعت نے ان حقوق کے خلاف نہایت سخت جدوجہد کی اور دھرم وزیر ہند لارڈ مارلے نے ۲۷ نومبر ۱۹۴۷ء کو جو مراسلہ حکومت ہند کے پاس بھیجا اس میں مسلم نمائندگی کے اصول کو تسلیم کرتے ہوئے مخلوط انتخاب کا بھی ایک طریقہ پیش کیا۔ جس سے مسلمانوں میں بہت زیادہ انتشار و تردد پیدا ہوا۔ (سیاست وطنی ص ۳۴)

اس تردد و انتشار کو دور کرنے کے لئے لندن مسلم لیگ کا ایک وفد سید امیر علی کی قیادت میں لارڈ مارلے کی خدمت میں پیش ہوا۔ قائد وفد نے بدلائل تو یہ مخلوط انتخاب کو مسلمانوں کے لئے مضرت ثابت کیا۔ خدا خدا کر کے کامیابی ہوئی۔ مگر آگے سنیئے :-

مگر ہندوستان میں چند مسلمان بھی تحفظ نشست کے ساتھ مخلوط انتخاب پر راضی ہو گئے۔ یہ لوگ اس زمانہ کی سیاسیات میں کچھ امتیاز رکھتے تھے۔

(سیاست وطنی ص ۳۴، ۳۵)

یہ راہنہ ہونے والے اصحاب کون تھے۔ اس کو ذاب وقار الملک کی زبان سے سنئے :-

بات یہ ہے کہ مذکورہ بالا مسئلہ کے متعلق اس وقت ہندوستان کے مسلمانوں کی دو رائیں تھیں

نیا بت کا کم از کم تہائی ہونا وغیرہ تھے۔

(مسلمانوں کا ایشیاء ص ۱۸۴)

اس فیصلہ کے متعلق مولانا محمد علی مرحوم کا بیان بھی سنیئے :-

۲۰ مارچ کو گھنٹوں سوچنے کے بعد احمد لہد مہر ایسی تدبیر سوچ گئی جس سے مسلمانوں کی اقلیت کے حقوق کا پہلے سے بہتر تحفظ ہو سکتا ہے۔ جس پر کوئی سچا قوم پرور ہندو بھی اعتراض نہیں کر سکتا جس کے بعد انگریزی عمال حکومت کے استبداد کو مسلمانوں کی اقلیت کے حقوق کے تحفظ کے لئے ان کی کمک اور امداد حاصل کرنے کی قیمت کے طور پر کمک اور امداد پہنچانا بھی نہیں پڑتی یہ تدبیر کسی ایک شخص کے ذہن کی آفریہ نہیں ہے بلکہ متفرق اشخاص کے ذہنوں کی مرہون منت ہے۔ یہ خلافت اور کانگریس والوں کی ایجاد کردہ نہیں ہے کہ مسلم لیگ والوں پر اس کی مخالفت فرض ہو یہ صوبہ جات متحدہ کے باشندوں کی ایجاد کردہ بھی نہیں ہے کہ پنجاب والوں پر اس کی موافقت حرام ہو۔

(مضامین محمد علی حصہ دوم ص ۱۵۷)

۲۰ مارچ ۱۹۴۷ء کو جو جلسہ ہمارے قائد اعظم کے زیر صدارت ہوا یقیناً وہ مولوی اور ملاؤں کا جلسہ نہ تھا اور جو کچھ اس نے طے کیا وہ بلاشبہ جدید احلیم یافتہ ماہرین سیاست ہی کا فیصلہ تھا۔ غریب علماء پر سیاست سے ناواقفی کا الزام لگانے والے حضرات ذرا انصاف فرمائیں کہ فرقہ وارانہ مسئلہ کو اس تاریخی جلسہ میں جس طرح طے کیا گیا۔ مسلمانوں کے حق میں مہلک ترین غلطی نہ تھی۔ مسئلہ انتخاب کا ذکر آگیا تو اس پر کچھ اور بھی

اگر واقعی مسلمانان ہند کے قلوب میں خون کا کوئی قطرہ موجود ہے تو دنیا کی کوئی طاقت پاکستان بننے کو روک نہیں سکتی۔

(پاکستان اور ہندوستان ص ۳۳)

دیکھا آپ نے تقدیر مبرم کو مگر ابھی یہ اسکیم ارباب لیگ کے طبقہ میں گردش ہی کر رہی تھی اور ابھی عالم ظہور میں جلوہ پیرا نہیں ہوئی تھی۔ کہ آنریبل سرسکندر حیات خاں صاحب وزیر اعظم پنجاب رکن آل انڈیا مسلم لیگ اسلامیہ کالج لاہور کے طلبہ کو ان الفاظ میں نصیحت فرماتے ہیں :-

زندگی میں تمہارا نصب العین کچھ ہی کیوں نہ ہو لیکن یاد رکھو تم کسی ایسی اسکیم کی تائید نہ کرنا جس کا منشا یہ ہو کہ ہندوستان کو تقسیم کر کے مسلمانوں کے لئے الگ خطہ منتخب کر لیا جائے۔ یہ اسکیم نہ صرف اسلامی تعلیم کی صحیح روح کے ہی خلاف ہے بلکہ اسلام کے اس بنیادی اصول کے بھی منافی ہے جس کے رو سے ہر فرزند توحید پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ اسلام کا پیغام دنیا کے ہر گوشہ تک پہنچا دے۔

(ہندوستان ٹائمز بحوالہ طلوع اسلام صفحہ ۲ جون ۱۹۴۰ء)

تجویز پاس ہو جانے کے بعد پھر انہیں وزیر اعظم پنجاب کا بیان :-

میں آج بھی ہندوستان کی تقسیم کے مخالف ہوں اور میرا ابھی تک یہی عقیدہ ہے۔ کہ فرقہ دارانہ بنیادوں پر ملک کی تقسیم ہرگز ہرگز نہیں ہونی چاہئے۔ مثلاً پنجاب میں نہ کسی ایک فرقہ کی حکومت ہو سکتی ہے نہ ہونی چاہئے یہاں صرف پنجابیوں کی حکومت ہونی

ہیں غائب رائے جس کو سواد اعظم کہنا چاہئے یہ ہے کہ مسلمانوں کو مشترک انتخاب میں شریک نہ ہونا چاہئے۔ اور ایک چھوٹے سے گروہ کی جن میں بہت کم حضرات شامل ہیں اور جن میں ہمارے محترم اور معزز دوست سید علی امام صاحب بھی شریک ہیں۔ یہ ہے کہ مسلمانوں کو مشترک انتخاب سے بھی فائدہ حاصل کرنا چاہئے۔

(وقار حیات ص ۶۸۳)

کسے معلوم نہیں کہ یہ سر علی امام صاحب اور انکے ہم خیال دوسرے حضرات جو مشترک طریق انتخاب پر راضی تھے۔ مولوی ملانہ تھے۔ اس کے باوجود سیاست سے نا آشنا صرف مولوی ہے۔

اب آئیے مسلم لیگ کے اکیسویں سالانہ اجلاس پر ایک نظر ڈالئے۔ دسمبر ۱۹۳۷ء میں بمقام الہ آباد زیر صدارت جناب ڈاکٹر محمد اقبال صاحب جو گورنمنٹ کے اقبال سے سر محمد اقبال ہو چکے تھے جلسہ ہوتا ہے اور اس میں تقسیم ہند کی تجویز پیش ہوتی ہے۔ کاش کہ اس تجویز کا گرجو شہی سے استقبال کیا جاتا کہ یہ روز روز کا جھگڑا فساد تو کسی طرح دور ہوتا مگر اور تو اور خود مسلم لیگ ہی کے حلقہ میں اس کا مضحکہ اڑایا گیا۔ اور کسی نے درخور اعتنا بھی نہ سمجھا اور بات آئی گئی ہو گئی۔ مگر جب کانگریسی وزارت کے بدنام دور نے مجبور کیا تو وہی مسئلہ والی چیز مارچ ۱۹۴۰ء میں اُجاگر کی گئی۔ اور اس قدر کی گئی کہ

یہ ایک تقدیر مبرم ہے جو دیر یا سویر ہو کے رہے گی۔ اب یہ مسلمانوں کا نام ہے کہ اس کے لئے جدوجہد کریں اور جتنی اچھی اور پُر خلوص جدوجہد ہوگی۔ اتنی ہی جلدی یہ تجویز عمل میں آجائے گی۔

اس سے زیادہ تیز سرسکندرجیات خاں رکن آل
انڈیا مسلم لیگ و رکن ورکنگ کمیٹی مسلم لیگ وزیراعظم
پنجاب کا بیان سنئے :-

اگر پاکستان سے مفہوم یہ ہے کہ پنجاب میں
خالص اسلامی حکومت قائم ہو جائے۔ تو
میرا ایسی حکومت سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔

تقریباً سبلی منعقدہ ۱۱ مارچ ۱۹۴۷ء۔

(بحوالہ طلوع اسلام اپریل ۱۹۴۷ء ص ۲۳)

آخر میں ایک سب کے محترم اور مسلم ماہر سیاست
کا بیان سن لیجئے :-

مجھ کو نہرورپورٹ سے غرض نہیں وہ صحیح
ہو یا غلط لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں
اور آپ اچھی طرح سن لیں کہ میں انگریز
کی حکومت کو پسند نہیں کرتا۔ میں ہرگز اس
پر راضی نہیں کہ انگریز کا غلام ہوں یہ خلاف
اسلام ہے بس جو انگریز کی حمایت چاہتے ہیں۔
وہ ضرور ہمارے خلاف ووٹ دیں۔ میں نہ

ہندو راج چاہتا ہوں نہ مسلم راج بلکہ میں سواراج
چاہتا ہوں۔ میں اس وقت شام فلسطین
ترکی اور عراق وغیرہ کو دیکھ کر آ رہا ہوں حجاز
تو پہلے ہو آیا تھا۔ ان میں سے اکثر ممالک
اب دوسروں کے قبضہ میں ہیں۔ اگر آپ
اسلام کو زندہ رکھنا چاہتے ہیں۔ اور یہ چاہتے
ہیں کہ اسلامی ممالک اسلامی رہیں تو خدا
کے لئے ہندوستان کو جس کی بدولت وہ
غلام بنائے گئے ہیں آزاد کرائیں۔

(ہمدرد ۲۶ دسمبر ۱۹۴۷ء بحوالہ مسلمانوں کا ایشیا)

تقسیم ہند اور خالص اسلامی حکومت کے قیام کے
متعلق یہ منفی خیالات ظاہر کرنے والے سرسکندرجیا خان

چاہتے۔ (طلوع اسلام دہلی ۱۷ اکتوبر ۱۹۴۷ء)
اس سے آگے بڑھ کر تجویز لاہور کے معنے کی وضاحت
سنئے۔ سمجھی جانتے ہیں۔ کہ تجویز لاہور کا مقصد تقسیم ہندوستان
ہے۔ مگر سنئے سرسکندرجیات خاں صاحب کیا فرماتے
ہیں :-

لیگ کی قراردادوں کے متعلق مبعی کے ریزولوشن
کے بعد بھی میری وہی پوزیشن ہے جو لاہور
کے ریزولوشن کے بعد تھی۔ اس میں مطلقاً
کوئی فرق نہیں ہوا۔ اور میں تو سمجھتا ہوں۔ کہ
لیگ کے ریزولوشن کا مقصد بھی تقسیم ہندوستان
نہیں ہے۔

(ہندوستان ٹائمز مورفہ ۱۲ ۹ بحوالہ طلوع اسلام دہلی)

اسی سلسلے میں احسان اور انقلاب کے ایڈیٹران
گرام کے خیالات بھی سنئے چلتے :-

پاکستان سے ایسی آزاد حکومت مراد نہیں جہاں
مسلمانوں کی حکومت اور اسلامی نظام حکومت
راج ہو بلکہ اس سے مقصود ایسی حکومتیں قائم
کرنا ہے جیسی پنجاب سندھ بنگال وغیرہ میں قائم
ہیں۔ (مختصراً احسان)

(منقول از مدینہ ۹ مارچ ۱۹۴۷ء)
اگر کوئی مسلمان سمجھتا ہے کہ مسلم اکثریت کے
حلقوں میں تنہا اسلامی حکومت قائم کر لے گا۔
تو فی الحال یہ ممکن نہیں اگر کوئی ہندو یہ سمجھتا ہے
کہ ہندو اکثریت کے صوبوں میں صرف ہندو
راج قائم کر لے گا۔ تو اس کے لئے بھی فی الحال
کوئی موقع نہیں۔ ان معنوں میں نہ آج کہیں
اسلامستان بن سکتا ہے نہ پاکستان اور نہ
ہندوستان۔ (مختصراً انقلاب)

(منقول از مدینہ ۹ مارچ ۱۹۴۷ء)

میں راجپوتانہ اور مہاراشٹر میں ڈراویدوں میں اور آریہ ورت میں کیا چیز مشترک ہے۔ اسی طرح برطانوی ہند اور ریاستوں کے مابین، اور مسلمانوں اور ہندوؤں کے مابین برطانوی نظام کی وحدت کے علاوہ اور کیا چیز مشترک ہے۔ ہندوستان نہ تو کسی ملک کا نام ہے اور نہ کسی قوم کا برطانوی حکومت یا یوں سمجھئے کہ برطانیہ کے فوجی قبضہ کے حدود کا دوسرا نام ہے۔

مضمون خان عبدالرحمن خاں صاحب ایم۔ ایل۔ اے۔
کھام گاؤں برار۔ مندرجہ پاکستان و ہندوستان ۲۶

یہ مضمون (EASTERN TIMES) مورخہ ۲۶۔ اپریل ۱۹۴۲ء میں شائع ہوا۔ جس کا ترجمہ پاکستان و ہندوستان میں شامل کیا گیا۔

اب سنئے کہ اسی بارہ میں مولانا محمد علی صاحب مرحوم کیا فرماتے ہیں :-

ہندوستان امریکہ کی طرح نہیں ہے۔ کہ مختلف ممالک مل کر ایک مملکت وفاقہ بن بیٹھے یہ ایک ملک ہے اس کے ٹکڑے مختلف ممالک نہیں ہیں۔ جغرافیائی تاریخی عمرانی معاشرتی مذہبی اور سیاسی سب حیثیتوں سے یہ ایک ملک ہے۔ جب ہم دیسی ریاستوں کو اس سے علیحدہ نہیں کر سکتے اور انہیں الٹے کی حیثیت دینا ہمیں اس قدر بھی گوارا نہیں جس قدر آئرلینڈ کی آزاد مملکت کو آج گوارا ہے تو پھر ہم ہندوستان کے مختلف صوبوں کو ایک دوسرے سے بالکل علیحدہ نہیں سمجھ سکتے۔ وہ خود بھی ایک انفرادی حیثیت رکھتے ہیں۔ لیکن اسی طرح جس طرح کہ انسان کے

وزیر اعظم پنجاب میران احسان و انقلاب اور مولانا محمد علی مرحوم یقیناً دیوبند یا سہارنپور کے سندھیا قہ مولوی نہیں ہیں بلکہ ہمارے ماہرین سیاست کی صف اول میں ہیں۔ یا ان کے ترجمان ہیں۔ ان حضرات نے جو کچھ کہا اسکی غلطی اور صحت کا فیصلہ ہم ہوم ڈپارٹمنٹ کے بلند مقام مفتی صاحب کے حوالے کرتے ہیں۔

اسی پاکستان کے مسئلہ میں ایک اور بحث بھی لچپی سے پڑھنے کے لائق ہے۔ جب بعض ہندوؤں نے تقسیم کی مخالفت میں یہ دلیل پیش کی کہ پاکستان کی تجویز سے ملک کے اعضا ٹک جائیں گے۔ تو جواب دیتے ہوئے بعض حضرات نے فرمایا کہ ہندوستان جس کو آج ہندو کہا جاتا ہے برطانوی دور سے پہلے کبھی ایک ملک نہیں تھا اور پھر اس کے لئے تاریخ کی چھان بین شروع ہوگئی۔ اور عجیب عجیب موٹگافیاں فرمائی جانے لگیں۔

خان عبدالرحمن خاں صاحب ایم۔ ایل۔ اے اپنے مضمون مندرجہ پاکستان و ہندوستان صفحہ ۲۶ میں رقمطراز ہیں :-

ہندوستان میں برطانوی دور سے پہلے توہیت کا کوئی تصور موجود نہ تھا۔ اور نہ کبھی یہ ایک ملک تھا۔ آج بھی ایک ملک نہیں ہے۔ آریہ ورت نے پنجاب کے حدود سے زیادہ کبھی وسعت نہ پائی یہی پانچ دریاؤں کی زمین ہے جو ویدوں کا گھر رہی ہے۔ بھارت و ریش نے کبھی بندھیا کی گھاٹیوں کو عبور نہیں کیا۔ مگر وہ دیسی کبھی ہندوستان نہیں کہلایا۔ مسلمانوں کے دور میں یہ جزیرہ نما ہند، سندھ اور دکن تین ٹکڑوں پر منقسم تھا۔ پھر ہندوستان کیا ہے۔ کیا یہ ایک ملک ہے۔ نہیں۔ بلکہ یہ ایک جزیرہ نما ہے۔ یہ قوموں کا ایک مجموعہ ہے۔ پنجاب اور بنگال

خلاف تھے۔

(روشن مستقبل طبع اول ص ۲۳۷)
کیا ڈاکٹر انصاری مرحوم مولوی تھے کہ ان کو سیاست نہیں آتی تھی۔ کہ ان کا جانا مسلم کانفرنس اور مسلم لیگ والوں کو بار خاطر تھا۔ خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا۔ جو استطراداً زبان قلم پر آ گیا ورنہ کہنا یہ ہے کہ ہمارے ماہرین سیاست نے راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں جو کازنامہ اسلام اور مسلمانوں کی آزادی کے لئے انجام دیا۔ وہ حسب ذیل ہے:-

گول میز کانفرنس میں فرقہ پرست ہند اور مسلمانوں دونوں کی طرف سے وطن پرستی کی مخالفت اور رجعت پسندی کی غیر معمولی نمائش ہوئی۔ مسلمانوں نے یورپین ایسوسی ایشن کے نمائندوں سے عہد و پیمان کر لئے جو ہندوستان میں ملکی آزادی کی سب سے بڑی دشمن ہے۔

(مسلمانوں کا روشن مستقبل طبع اول ص ۲۳۷)
دیکھا آپ نے ہمارے ماہرین سیاست کی مسلم دوستی اسلام دوستی۔ وطن دوستی کہ یورپین ایسوسی ایشن کے نمائندوں سے بغیر رشتہ داری قائم کئے ہوئے ملائے گئے اجازت سجدہ کی آزادی سے بڑھ کر اسلام کی آزادی کیونکر حاصل ہو سکتی تھی ۶

تغویر تو اسے چرخ گرداں تقو

اس کے بعد وہ زمانہ آتا ہے کہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کا نفاذ ہوتا ہے۔ جس کے لئے مسلم لیگ اور کانگریس بھی انتخابات کی تیاریاں کرتی ہیں۔ انتخابات کا ہنگامہ زور شور سے بپا ہو کے ختم ہو جاتا ہے۔ نتیجہ میں کانگریس ہند اکثریت کے صوبوں میں زائد نشستوں پر توقع کے خلاف قابض ہو جاتی ہے

دو ہاتھ یاد و پیر اور گو دونوں کے افعال کیل
ہیں اور ہر ایک اپنا اپنا فعل علیحدہ کر سکتا ہے
تاہم یہ بھی صحیح ہے کہ ۷

جو عضوے بدر دآورد روزگار
وگر عضو ہا را نماند قرار

مضامین محمد علی حصہ دوم ص ۲۱۱

آپ کے سامنے دورائیں ہیں اور دونوں کے پیش کرنے والے جدید تعلیم یافتہ ماہر سیاست ہیں۔ اس لئے چاہے اجتماعِ صندین ہو جائے مگر کسی ایک کو غلط کہنا مشکل ہے۔ کیونکہ سیاسیات میں غلطی صرف مولوی کرتا ہے۔

ہندوستانی مسلمانوں کی سیاسی تاریخ کے مختلف ادوار اور اکثر اہم واقعات کا ذکر آپ کا البتہ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کا ذکر خیر رہ گیا۔ اس کے متعلق بھی کچھ سن لیجئے:-

راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں ماشاء اللہ سب حضرات ماہرین سیاست ہی تھے۔ وہاں تو برطانیہ کے رحم و کرم سے کوئی مولوی گھسنے نہ پایا پھر یہ کیا ہے کہ ڈاکٹر انصاری مرحوم شریک نہ ہو سکے۔ اس کے متعلق مصنف مسلمانوں کا روشن مستقبل کی زبان سے سنئے:-

اگر ڈاکٹر انصاری کو راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں اس لئے نہیں بھیجا گیا۔ کہ وہ کانگریسی تھے۔ تو گاندھی جی مالوی جی اور مسز نانائیڈ بھی تو کانگریسی تھیں۔ جنہیں حکومت کی طرف سے نامزد کر کے بھیجا گیا۔ بہر حال باوجود گاندھی جی کے اصرار اور احتجاج کے وائسرائے موصوف نے ڈاکٹر انصاری کو گول میز کانفرنس میں نہ بھیجا اس بنا پر کہ بقول وائسرائے موصوف کے مسلم کانفرنس اور مسلم لیگ والے مسلمان ان کی شرکت کے

میں پڑھا ہوا کوئی نوجوان ہندو یا مسلمان
ایسا نہیں جس نے اپنے بزرگوں کے مذہبی
عقائد کو غلط سمجھنا نہ سیکھا ہو۔

مسلمانان ہند از ڈاکٹر ہنٹرسٹ ۱۲۴ ص ۱۲ بحوالہ روشن
مستقبل طبع اول ص ۳۹۹، ۴۰۰

اس سے پڑھ کر غیر تناک ارشاد جدید تعلیم کے داعی
اول آنریبل سر سید احمد خاں بالقابہ کا ملاحظہ ہو :-
محمدن کالج ہسٹری کے مصنف سٹنس یونین کالج کے
افتتاح کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں :-

سب سے اول سر سید مرحوم نے مقاصد کتب
بیان کئے اور آخر میں یہ فرمایا کہ اگر تم حاضرین
کی خواہش یہ ہے کہ تم لوگوں میں عمدہ تعلیم
پھیلے تو سب سے عمدہ حکمت عملی یہ ہے کہ
تم کریسٹین (C) اور کروں (K) کو
ملا دو۔

بعض انگریز اور بعض ہندوستانی دوست
یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ ناممکن ہے مگر میرا
خیال ہے کہ ایک دن ایسا ہو گا کہ یہ دونوں
اس طرح مل جائیں گے۔ (۴۴)
اس کتب کے قائم ہونے کا وہی منشا ہے جو
اس کالج کے قائم ہونے کا ہے۔

کالج ہسٹری ص ۱۲۹

الضاف فرمایا جائے۔ کیا واردہا تعلیمی اسکیم
اس سے کچھ زیادہ زہر تھا۔ اس کے باوجود ہمارا جدید
تعلیم یافتہ سر سید احمد خاں کی اس تعلیمی حکمت پر اب تک
قائم ہے اور موصوف کو اپنا سب سے بڑا تعلیمی رہنما
مانتا ہے۔ پس اگر میں یہ کہتا ہوں کہ واردہا تعلیمی اسکیم
کی مخالفت اس طبقہ کی طرف سے کانگریس کے خلاف
ایک عمومی جذبہ عناد کے ماتحت کی گئی۔ نہ کہ اصول کی

لیکن ابتداءً وزارتیں قبول کرنے سے انکار کر دیتی ہے۔
مسلم لیگ بھی وزارت نہ بنانے ہی کا فیصلہ کرتی ہے مگر
مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ یو۔ پی کے صدر آنریبل راجہ
صاحب سلیم پور علیجناب نواب صاحب چھتاری، اور
نواب سر محمد یوسف کے ساتھ وزارت میں شریک ہو گئے
لیگ کے فیصلہ سے انحراف کرنے والے یہ نواب صاحبان
ظاہر ہے کہ مولوی ملا نہ تھے۔

اس عارضی وزارت کے بعد کانگریس کی وزارت
ہوئی اور اس نے برسرِ اقتدار اتے ہی تعلیمی مسئلہ کو اپنے
ہاتھ میں لیا اور بجائے میکالے اسکیم کے واردہا اسکیم تیار
کی مجھے تسلیم ہے کہ یہ اسکیم بھی میکالے اسکیم کی طرح
مسلمانوں کے حق میں سم قاتل تھی مگر اس حقیقت سے کون
انکار کر سکتا ہے کہ اس کے مؤسس شیخ الحجامہ ڈاکٹر
ذاکر حسین صاحب تھے۔ اور غریب مولویوں اور ملاؤں نے
اس کی مخالفت بھی کی۔

اسی سلسلے میں یہ عرض کرنے کی اجازت ضرور چاہوں گا
کہ ہمارے جدید تعلیم یافتہ حضرات کی طرف سے واردہا
تعلیمی اسکیم کی جو شدید مخالفت ہوئی اس میں اصول سے
کہیں زیادہ عمومی جذبہ مخالفت کو دخل تھا۔ ورنہ بتلایا
جائے کہ واردہا اسکیم اگر مسلمان کی تہذیب و تمدن کے
لئے سم قاتل ہے تو میکالے اسکیم سے اب تک وابستگی
کیوں ہے۔ آخر ان دونوں میں بنیادی فرق کیا ہے؟
کیا واردہا اسکیم سے ملحدین کی جماعت تیار ہوتی اور
اب تک میکالے اسکیم سے بائزید بسطامی کی اولاد پیدا
ہوتی رہی۔

میکالے اسکیم اور اس کے نتائج کے متعلق ڈاکٹر
ہنٹری کی شہادت ضرور پڑھ لیجئے :-

ایک باقاعدہ گورنمنٹ کے ساتھ ہمیشہ دنیا دار
لوگ ہوتے ہیں۔ ہمارے انگریزی اسکولوں

عہ واضح رہے کہ کریسٹین یعنی ہلال اسلام کا نشان مانا جاتا ہے اور کروں یعنی صلیب حیات کا ۱۲

بنیاد پر تو کیا اس کو جھٹلایا جاسکتا ہے۔

اب تک جو کچھ لکھا گیا ہمارے وہ ماہرین سیاست کے سیاسی کارنامے تھے۔ مذہب کے ساتھ ان حضرات کی جو غیبتیں رہی ہیں ان کا منظر عام پر نہ آنا ہی اچھا ہے۔ پھر بھی ایک کارنامہ ایسا ہے جس کو بغیر ظاہر کے نہیں رہا جاتا۔ جس زمانے میں کانگریس سے میل ملاپ جائز تھا۔ اس زمانہ میں قربانی کے متعلق ہمارے ماہرین سیاست کی لیگ نے جو فیصلہ کیا وہ سنئے اور نا آشنایان سیاست مولویوں کا فیصلہ بھی سن لیجئے۔

۱۹۱۹ء اور ۱۹۲۱ء میں مسلم لیگ نے اپنی قراردادوں کے ذریعہ مسلمانوں کو کانے کی قربانی کی جگہ بکری کی قربانی کرنے کا مشورہ دیا مگر جمعیۃ علمائے مسلمانوں کے اس حق سے کبھی دستبرداری گوارا نہیں کی زیادہ سے زیادہ اتنا کیا کہ ۲۰ جون

۱۹۲۳ء کے جلسہ میں طے کیا کہ قربانی کا حق مسلمانوں کو ہے۔ مگر جانور کو سجایا اس کو گشت نہ کرایا جائے روشن مستقبل ص ۲۹

اوپر جو کچھ لکھا گیا اس سے کسی کی توہین مقصود نہیں ہر ایک نے اپنی سمجھ کے مطابق مسلمانوں کی بہتری کے لئے خدمتیں انجام دیں۔ اگر نیت بخیر تھی تو خدا ان کو جزائے خیر دے اور اگر لغزش ہوئی تو اللہ معاف کرے۔

گزارش صرف اس قدر ہے کہ دوسروں کو بھی عینیہ کا حق دیجئے۔ سیاست میں سب کا ایک نقطہ متفق ہو جانا جب حضرت عثمان و علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ میں نہیں ہوا تو آج کل کس طرح ہو سکتا ہے یہ سمجھئے کہ وہ اگر اختلاف رائے ہے تو انکے مسلک پر تنقید کیجئے مگر شرافت کیساتھ ٹھنڈے دل سے انکی باتیں سنئے نرمی سے انکو سمجھائیے کہ اس طریقہ سے میل ملاپ ہونے کی امید ہے گالیوں کے دینے سے نہ آج تک کوئی بڑا

خلافت کا مسئلہ

انتباہیہ علیٰ افناحیہ

(۱۶)

(سلسلہ اشاعت ماہ مارچ ۱۹۴۲ء)
(انجناب مولانا محمد عالم صاحب آسوی امرتسری)

بتایا گیا ہے کہ دشمن پر غلبت کر کے زمین پر پھیل جاؤ۔ اور قانون آہی کو سجدہ کرو۔ پہاڑوں پر قلعے بناؤ اور پورسی کوشش کے ساتھ دنیا میں جہاد کرو۔ تالیف قلوب سے اتحاد پیدا کرو۔ دواب و طیور کی طرح حفاظت نفس کا سامان تیار کرو۔

لہ اسکے نزدیک اسلامی عبادت قابل ترک ہے کیونکہ یہ خدا کا حکم نہیں بلکہ انسان کی خود ساختہ بدعت ہے۔

(ب) قول مشرقی۔ ہم عصر مسلمانو! وقلیل لگمت اللیل مایہ جمعون اور تقجافی

جنوب جہد عن المصلح سے مراد تمہارا اعتکاف اور رہبانیت نہیں بلکہ یہ ہے کہ تم سعی فی العمل میں صبح و شام مصروف کار رہو۔ جزاء لہما کا نوا یحسون۔ اور نزل ابا کانوا یحسون میں عمل پیش کیا گیا ہے و اغلظ علیہم میں

اور غیر مسلم حکومتوں سے حفظ امن کے لئے معاہدے بھی ہوئے جنہیں حکم دیا گیا کہ جب تک وہ اپنے معاہدہ پر قائم ہیں تم بھی اپنے معاہدہ پر قائم رہو (والتفصیل فی التوثیۃ والاقتال)۔

اب ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ ہندوستانی مسلم حاکم سے یا محکوم؟ محکوم ہے تو کئی زندگی پر عمل پیرا ہو کر عامل بالقرآن بنا رہے۔ ہاں جو تکلیف ہو یا حق تلفی ہو اس کے لئے آواز بلند کرنا ممنوع نہیں مگر یہ جائز نہیں۔۔۔۔۔

مسلم اور غیر مسلم کو تکفیر و تجہیل کی بمبارنٹ میں مبتلا کر کے واجب القتل قرار دے۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ مشرقی اگر جاہل نہیں تو مسلمانوں کو دھوکا ضرور دے رہا ہے۔ اگر ناواقف ہے تو بتائے کہ مسلمانوں کی کئی زندگی میں تمہارے احتراعی اصول شرع کہاں تھے؟ کیا وہ عامل بالقرآن نہ تھے یا احکام الہی کے سامنے انکا تسلیم خم نہ تھا؟

دواب و طیور کے نفسانی اور طبعی جذبات اگر صلوة میں تو بنی نوع انسان بھی ایسی نماز میں ہر وقت مصروف ہیں۔ بلکہ ان کی نماز نے دواب و طیور کی نماز کو اپنے قابو میں کر رکھا ہے۔ اور عناصر پر بھی کسی حد تک وہ قابض ہیں تو پھر یہ کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ مسلمان دواب و طیور کی طرح نماز نہیں پڑھتے۔ اور اپنی نماز بھول گئے ہیں عبادات اسلامیہ کو منظر تحقیر و ہابنیت قرار دینے میں مشرقی یہ تعلیم دیتا ہے کہ میرے قوانین خود ساختہ کے سامنے تسلیم خم کرو۔ اچھرہ کو بنی وقت کا دارالہجرت سمجھو۔ نماز کو وحدت امت اور میری اطاعت میں تبدیل کرو۔ زکوٰۃ سے میرے بیت المال کو بڑھ کرو اور روزہ کو صبر علی المصائب پر محمول کرو جو سلسلہ خاکساریت میں پیش

خدا واحد رکھو۔ ولیاخذواصلاحتہم۔ کبھی پچھری طرح تنہا یا جتھے بن کر حملہ کرو۔ تمام اشیاء نماز گزار ہیں کل قد علم صلوتہ و تسبیحہ تم بجلی کی طرح نماز پڑھو جو رکھ کر دیتی ہے رعد کی طرح نماز ادا کرو۔ حجرے چھوڑ کر دشمن پر غالب ہو جاؤ۔ اور شمس و قمر کی طرح نماز پڑھو احکام کے پابند رہو اور منزل مقصود کی طرف بڑھتے چلو۔ لا الشمس ينبغي لها ان تدرك القمر۔ والشمس تجري مسתרقة لھا۔

تردید

نیم ملاحظہ ایمان ہے ساری عمر علوم جدیدہ پڑھے اب قرآن مجید کا ترجمہ پڑھ کر نقد و تبصرہ کر کے حاکم شرع بھی بن بیٹھے۔ خوب اور بہت ہی خوب! آج مفسر قرآن وہ ہے جو امی ہونے عربی زبان سے آشنا ہونے علوم قرآنیہ سے آگاہ اندھے کا لٹھ جہاں پڑے پڑے کچھ پرواہ نہیں ہے۔ صرف ایک کسرہ گئی۔ مشرقی یوں بھی حکم دے دیتا کہ دشمن کو جہاں پاؤ مار دو اور قتل و ہرحیث وجد تموہدان کی گردنیں اڑا دو ان کے ہاتھ شل کر دو واضر بوا فوق الاعناق۔

مطلب پرست قرآن مجید سے اپنے لائحہ عمل کی کند پیش کرتے ہیں اور باقی احکام کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ قرآن سے جدید آشنائی پیدا کر کے نور باطن۔ فیضان الہی یا شرح صدر اور مکالمہ الہیہ کے مدعی بن بیٹھے ہیں۔ (دیکھو باب ۲۸ افتاحیہ) علوم قرآنیہ سے اگر انہیں کچھ بھی واقفیت ہوتی تو معاملہ صاف تھا کہ اسلام کی زندگی میں غیر حکومت کے ماتحت دس برس رہا کبھی مسلمانوں کو اُف کرنے کی بھی اجازت نہ تھی۔ تیرہ برس مدنی زندگی میں گزارے مگر اب وہ حکومت کرتا تھا۔ حکومت مکہ نے یہود کے بل بوتے پر یکے بعد دیگرے تین حملے کئے اور تینوں دفعہ مکہ کی کھائی۔ اس وقت سپاہیانہ زندگی اور سیاسیات کی تکمیل ہوئی۔

تردید

رفع طور کے متعلق آج کل کے خود رانقہ اور معجب بالنعس خود آراء مختلف الخیال ہیں۔ مسئلہ اشرک لکنا ہے کہ کوہ طور اس وقت آتش فشاں پہاڑ تھا جو بنی اسرائیل پر اکھڑ کر گر گئے کوہ تھا۔ مشرقی کے نزدیک رفع طور تخمیل تورات ہے۔ مسئلہ بتائے کہ آتش فشاں پہاڑ کے پاس پہنچنا کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ جبکہ اس کی گرمی۔ دھواں اور ملغوبہ میلوں تک پھیلا ہوا ہوتا ہے۔ اور مشرقی بتا ہے کہ اگر رفع طور سے مراد تخمیل تورات ہے تو خدا نے رفع الجبل کیوں نہ کہدیا اور پھر یوں کیوں کہا کہ کا نہ ظلمت وہ سمجھتے تھے۔ کہ اب ان پر گرا کر گرا۔ اس لئے مسئلہ اور مشرقی ہمارے نزدیک دیر پردہ ظواہر قرآن سے انکار ہیں۔ زبور کا وعدہ قرون اولے میں ایک دفعہ پورا ہو چکا اب دوبارہ اس کو پیش کرنا یا ثابت کرتا ہے کہ ابھی تک پورا نہیں ہوا اور خاک را اس کے متقی ہیں مگر ساقہ ہی وہ مانتا ہے کہ متقین جنات الارض کے مالک ہو چکے تھے اب اس مخالف بیانی کا کون ذمہ دار ہے؟ مگر ہاں بطور تنہیل پیش کرنا مقصود ہو تو یہ کہنا غلط ہوگا کہ قرون اولیٰ کے متقین ارکان خمسہ اسلام کی بجائے شعیفی العمل کو اپنی عبادت سمجھتے تھے۔ اس انتہا نویسی اور اس خود رانی سے ثابت ہوتا ہے کہ مشرقی کے نزدیک اسلامی تاریخ بھی معتبر نہیں۔

(د) قول مشرقی

مسلمانو! تم اپنی نماز بھول چکے۔ تم خدا کو سجدہ نہیں کرتے۔ تمہارے لئے ویل ہے فویل للمصلین۔ نماز نفاق اور بخل سے روکتی ہے ان الصلوٰۃ تخلص عن الفحشاء والمنکر پس نماز وہ نہیں جو تم سمجھتے ہو بلکہ اصول عشرہ

اسے دینی زبان سے اسلام کا انکار اور نبوت جدیدہ کا اعلان ہے۔ تذکرہ کے تین حصے افتتاحیہ۔ دیباچہ اور مقدمہ بالاستیعاب پڑھو۔ تو یہ مقصد سورج کی طرح نمایاں طور پر عیاں نظر آ رہا ہے۔ مگر باخبر عامل بالقرآن مسلمان مغرب ست اور غرب اسلام کی اس دام نزویر میں کبھی نہیں پھنس سکتے۔ کہ جس میں اس نے قرآن کو پیش کر کے قرآن ہی کو چھوڑ دینے کی تعلیم دی ہے۔ اور اتحاد ملی کی دعوت دے کر نئے اصول پر چلانے کے لئے ایک نیا فرقہ پیدا کر دیا ہے۔ صرف یہی نہیں ہر ایک داعی اتحاد اسی پردہ میں اپنی اڑائی اینٹ کی مسجد بنا کر رہا ہے۔ اسے اتحاد مطلوب تھا تو نئے اصول کیوں پیش کئے جاتے ہیں اور غیر کو کافر و مشرک کیوں ثابت کیا جاتا ہے۔ پیش کرنا اتحاد کو اور بنانا ایک فرقہ کمال عیاری ہے۔

(ج) قول مشرقی

ورثت اور پودے اپنی جڑ سے خوراک حاصل کر رہے ہیں اور یہ وہ عہد ہے جو روز میثاق میں ان سے ہوا تھا اخذ نامیثاقکم و سرعنا فوقکم الطور میں رفع طور سے مراد تخمیل تورات ہے جو ان پر کوہ طور کی طرح آپڑا۔ الغرض اصلاح نفس سے فلاح اور تمکین فی الارض حاصل ہوتا ہے۔ اور جنات الارض میں دشمن کی ناک رگڑ کر بخیر و خطر زندگی بسر ہوتی ہے ولقد کتبنا فی الزبور... یہی لوگ عابد ہیں جن میں تنظیم اور اطاعت امیر سے وہی ساجد۔ بیچ خوان، نماز کے پابند، باہمی محبت پیدا کرنے والے، عذاب الہی سے خائف اور تسلط علی الارض کے امیدوار ہیں نتیجائی جنود ہم عن المضاجع متقین کے لئے قرۃ اعین کا وعدہ کیا ہے؟ یہی کہ جنات الارض میں کیونکہ وہ کام کرتے تھے رات کو کم سوتے تھے اور بخل نہ تھے۔

نماز ہیں۔

اخلاق بھی تھے مگر ان کا تعلق اتنا وسیع نہ تھا کہ سیاسیات پر حاوی ہو جاتے۔ ہجرت تھی تو حبشہ کی طرف تھی اصراف قلبیہ مزعومہ عند المشرقی سے ہجرت نہ تھی قتال بالسیف کو نام نہ تھا طاعت رسول تھی مگر اطاعت امیر نہ تھی۔ کیونکہ ابھی امارت کا نام ہی نہ تھا۔ استقامت نے الدین تھی۔ مگر کسی حکومت کے مقابل نہ سعی عمل تھا نہ استقلال اور علم کی طلب تھی مگر مادی علوم اور طبعیات کا ولولہ نہ تھا۔ غرض کہ جو کچھ تھا وہی تھا جو آج ہے اسلئے مسلمانوں کو غیر اللہ کے عابد کہنا اور ان پر ویل کا فتوہ لگانا بالکل غلط ہے اور خلاف قرآن۔

کون کہہ سکتا ہے کہ مغربی اقوام صراط مستقیم پر قائم ہیں یا وہ عابد اور نماز گزار ہیں۔ مگر ان مشرقی کی نماز آج کل بڑے اہتمام سے ادا ہو رہی ہے اور کمال اہتمام سے اسکے اصول عشرہ پر عمل ہو رہا ہے۔ واقعات بتا رہے ہیں کہ اصول عشرہ کا یہی نتیجہ ہے جو دنیا دیکھ رہی ہے۔ خدا کرے مشرق میں ان پر عمل نہ ہو ورنہ تنہا ہی امر لازم ہے۔ تمہاری ایسی نماز کو دور سے سلام ہے جو ویل کی صراط مستقیم ہے۔

موسلی علیہ السلام نے فرعون سے تسع آیات کیسافہ مقابلہ کیا تھا ہرگز ہرگز اصول عشرہ پر عمل پیرا ہو کر فساد نے الارض اور سفک الدم کا ارتکاب نہیں کیا۔ قرآنی آیات پر غور کرو اور موسیٰ علیہ السلام کو اصول عشرہ کے غبار سے ملوث نہ کرو۔

موسیٰ علیہ السلام نے اپنی حین حیات میں چالیس برس کی خانہ بدوشی میں ہرگز ہرگز جنات و عیون نہ پائے تھے کیا وہ متقی نہ تھے؟ یا خدا پرست نہ تھے؟ توجب ان کو جنات الارض برقبضہ نہ ملا تو مشرقی کا یہ دعویٰ غلط ہو گیا کہ آخرت میں الجنة اسی کو ملے گا جو دنیا میں جنات۔ عیون اور حور حاصل کرے۔

اسم نکرہ معروف بنکر آئے اور مضمون بھی ایک ہو تو اس وقت دونو کا مفہوم ایک ہوتا ہے مگر یہاں تو دونو معروف ہیں

مغربی اقوام نے اپنی نماز کو شناخت کر لیا۔ ہے جس سے وہ زمین پر مستط ہیں اور وہی صراط مستقیم پر قائم ہیں جاہلو انہیں کیا معلوم صراط مستقیم ہے کیا؟ یہ وہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو مقام امین میں لا کر بسا دیا تھا ہدیہما الصراط المستقیم جو ان کے نقش قدم پر چلے وہی صراط مستقیم پر ہے اور وہی عابد ہے کیونکہ قانون الہی کی اتباع کا نام عبادت ہے۔

الصراط المستقیم سورہ فاتحہ میں اور اس مقام میں معروف ہے اور باقی مقامات میں نکرہ ہے۔ ہر دو جگہ معروف سے معلوم ہوتا ہے کہ ممکن فی الارض صراط مستقیم ہے النعمت علیہم میں غلبہ مذکور ہے۔ غیر ملغضوب علیہم ولا الضالین سے مراد وہ لوگ ہیں جو اپنی حکومت کھو بیٹھے ہیں۔

اگر تبیح سے مراد تبیح پھیرنا ہوتا تو نبی علیہ السلام یہ ہتھیار ضرور استعمال کرتے۔ تعجب ہے کہ تم تدبر فی القرآن نہیں کرتے بلکہ کتاب اللہ کی تحریف کر رہے ہو۔ اور ذلیل ہوتے ہو۔

تردید

ان الصلوة تقفی عن الفحشاء والمنکر میں مشرقی کے نزدیک بخل اور تفرقہ اندازی مذکور ہے جن کا وہ خود مرتکب ہو چکا ہے کیونکہ وہ کجسوی کا پتلا مشہور ہے۔ اور تفرقہ اندازی تو اس کے بائیں ہاتھ کا ارتکاب ہے۔

اصول عشرہ اگر نماز تھے تو لازم آتا ہے کہ ملی زندگی میں دس برس مسلمانوں نے اسلام کے بغیر زندگی بسر کی تھی۔ کیونکہ اصول عشرہ کا ماخذ مدنی سورتوں سے حاصل کیا گیا ہے کی سورتوں میں ان کا نام و نشان تک نہیں ملتا توحید الہی ضرور تھی مگر توحید فی العمل کا مفہوم ان کے ذہن میں نہ تھا ایمان بالآخرۃ ہی تھا مگر اس کا معنی انجام کار نہ تھا۔ مگر کام

اور سورۃ فاتحہ میں مقام دعا ہے اور موسیٰ علیہ السلام کے ذکر میں مقام استخلاص ہے اسلئے مشرقی یا یہ کہنا بھی غلط ہو گیا کہ صراط مستقیم سے سورۃ فاتحہ میں صراط موسیٰ مخصوص ہے اسی غلط بنیاد پر اس کا یہ کہنا بھی غلط ہے کہ انعمت علیہم میں حصول حکومت کا ذکر ہے اور غیر المعضوب علیہم ولاد الصالین میں حرمان حکومت مراد ہے۔ کیونکہ نزول سورۃ فاتحہ سے پہلے ذکر موسیٰ کا نزول ثابت کرنا مشکل ہے تاکہ اس میں اس کی طرف اشارہ ہوا اسکے علاوہ انعمت علیہم ہے انعمت علیہ نہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ ہوا اسکے بعد اگر انعام سے مراد بالخصوص دنیاوی حکومت ہو تو کیا فرعون اور غرود اس میں شریک نہ ہوں گے جنہوں نے اصول عشرہ اس قدر عمل کیا تھا کہ خدا کہلاتے تھے؟

آج مغرب پرست محققین سورۃ فاتحہ کی تفسیر میں کئی رنگ دکھا رہے ہیں قادیانی گویا ہے کہ منعم علیہم انبیاء ہیں ہمیں نبی بننے کی دعا کی تعلیم دی گئی ہے مغضوب علیہم مخالفین ہیں جو مسیح قادیانی کی توہین کرتے ہیں اور ضالین وہ ہیں جو مسیح ناصر علیہ السلام کو خدا کی طرح زندہ مانتے ہیں۔ پینامی پاسبانی تحقیق میں الصالین قادیانی ہیں جو مسیح قادیانی کو مستقل نبی مانتے ہیں اسکے جواب میں قادیانی پیغمبروں کو یہودی سمجھ کر مغضوب علیہم بنا رہے ہیں مسیح کے نزدیک امت

ملاحظہ

کیفیت کارکردگی مجلس حزب الانصار بھیرہ

تعلیم الاسلام۔ دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ مدرسہ عربیہ اربعین اور حزب الانصار کے دوسرے تعلیمی اداروں کی حالت بقضہ تعالیٰ ترقی پذیر ہے قادیان میں بھی مولانا محمد خلیل صاحب فاضل دیوبند کو تدریس تعلیم کے لئے مقرر کر دیا گیا ہے۔

تبلیغ الاسلام۔ ماہ مئی و جون میں امیر حزب الانصار نے مدھ رانجھا نلی گھنول ضلع شاہ پور اور میانوالی یوچھ کا لا باغ۔ کوٹ چاند نہ ضلع

میدلہ منعم علیہم ہے اور الحمد للہ ضالین ہیں اور مقلد بن مغضوب علیہم ہیں ان مخرمین اسلام کا آپس میں ہی اتفاق نہیں تو مسلمانوں کا ان سے اتفاق کیسے ہو سکتا ہے؟ مفسرین اسلام کے نزدیک نعمت غضب اور ضلالت اپنے عموم میں بہت وسیع ہیں مگر چونکہ نزول قرآن کے وقت یہود و نصاریٰ اپنے اپنے وقت میں منعم علیہم میں داخل ہو چکے بعد ازل ذکر قتل انبیاء وغیرہ امور منکرہ کے باعث قطعی طور پر مغضوب علیہم ہو چکے تھے چنانچہ آج بھی وہ اسی عذاب میں مبتلا ہیں اور موخر الذکر تثلیث کی وجہ سے گمراہ ہو چکے تھے اس لئے سورۃ فاتحہ میں عموم مقصود کے ساتھ ہی یہ بھی اشارہ کیا گیا کہ یا اللہ ہمیں منعم علیہم کی راہ پر چلائے، یہ گمراہ منعم علیہم ہماری پیش نظر نہیں کہ جنہر تیرا غضب بعد الانعام یا ضلالت بعد الانعام کا ورود ہوا یعنی مثال کے طور پر یہود و نصاریٰ کی راہ پر ہمیں نہ چلا بلکہ صراط مستقیم ملے براہیمی پر ہمیں قائم رکھ۔ آخری سطر میں سبح و تہلیل اور ذکر و شغل پر تنقید کرتے ہوئے مشرقی نے یہ محول کیا ہے کہ اگر زبانی ذکر آہی اسلحہ حرب میں داخل ہوتا تو نبی علیہ السلام اسے ضرور استعمال کرتے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کے شروع میں لکھا ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم جس میں اشارہ ہے کہ اسم آہی کا زبان پر لانا موجب خیر و برکت ہے واذ کلم اسم ربک۔ ایام اتدعوا فلہ الاسماء الحسنی میں ذکر انسانی مذکور ہے واذ کلم ربک فی

کا تبلیغی دورہ فرمایا کا لا باغ میں انصار تبلیغ کاشنا نذر انعقاد ہوا۔ ۱۱۔ ۱۲ جون ۱۳ ہر روز جامع مسجد کا لا باغ میں نذر اجلاس سوتے رہے ضلع بھری فوج محمدی کی جامعوں نے اجلاس کو کامیاب بنانے میں ضلع مولانا غلام نبی صاحب خطیب جامع مسجد ضلع مظفر گڑھ کو ضلع مظفر گڑھ میں حزب الانصار کی طرف سے مبلغ مقرر کیا گیا ہے آپ نے ماہ مئی و جون میں حسب ذیل مقامات کا تبلیغی دورہ فرمایا خانقاہ

علمی مذہبی اخلاقی اور تاریخی کتائیں

ثمرات الاوراق

یعنی اسلام کے خاص حالات مقالات کا مجموعہ اور تاریخی تحسیوں کا مرتبہ قیمت ۲

نیک بیبائ

جس میں حضرت جلیلہ حضرت خدیجہ الکبریٰ حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہن کے پاکیزہ اور سبب آموز حالات زندگی مقبر اور مستند کتابوں سے تحقیق کے ساتھ لکھے گئے ہیں عورتوں اور لڑکیوں کے پڑھنے پڑھانے کی خاص چیز ہے قیمت صرف پانچ آنے۔

الاجوبہ

اس امر کی عجیب تحقیق کہ خطبہ عربی زبان ہی میں کیوں پڑھنا چاہیے۔ مع خطبہ عربیہ شاہ اسماعیل صاحب دہلوی۔ قیمت ڈیڑھ آنہ

رحمت رضوان

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رض کے حالات و فضائل مع نصائح و جواب اعتراضات۔ قیمت پانچ پیسے۔

مولوی معنوی

یعنی حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح عمری آپ کے علاوہ آپ کے مشائخ و خلفاء اور اولاد کے حالات کا مستند مجموعہ قیمت پانچ آنہ۔

دست غیب

جس میں حلال روزی کے فضائل اور "دست غیب" اور کیمیا کے دینی اور دنیاوی نقصانات بتانے کے علاوہ کیمیا حکایتیں بھی بیان کی گئی ہیں قیمت ۲

ارشاد الہی

مختصر احادیث کا عام فہم ترجمہ بتدیوں اور عورتوں کیلئے خاص طور پر مفید ہے قیمت ۲

تجلیا خضر علیہ

آپ کے تبرک حالات کو حدیث و تفسیر اور تاریخ کی معتبر کتابوں سے اخذ کر کے جمع کیا گیا ہے قیمت ۲

چودویں صدی کے عیان نبوت

(اسارٹھے چھ صفحات کی کتاب) میلہ کذاب

حقیقت مرثیت

(مولف مولوی عبدالکریم صاحب مہارہ سابق مبلغ مرثیت) یہ کتاب اس

مرب المثل کی صحیح مصداق ہے کہ

"گھر کا بھیدی لنگاؤ" قیمت آٹھ آنے۔

حقیقت مرثیت

(مولف مولوی علم الدین صاحب حنفی باشندہ قادیان) اس

آداب المساجد

مسجد کے شرعی آداب کا تفصیلی بیان اس بے تمیزی کے زمانہ میں ہر مسلمان کو یہ رسالہ پڑھ کر خدا کے گھر کی تعظیم و تکریم سیکھنی چاہیے قیمت تین آنے

عدم انجیل

جس میں بردست و دلائل سے ثابت کیا گیا ہو کہ موجودہ انجیل محرف اور غیر اصلی ہیں قیمت تین آنے۔

حشہ سماج

جس میں تاسخ کے البطال اور ویدوں کے غیر الہامی ہونے پر لاجواب اور کفر توڑ دلائل پیش کئے گئے ہیں قیمت ۲

خاکسار تحریک کیوں قابل قبول نہیں؟

اس سوال کا نہایت معقول و مدلل اور موثر جواب دینے کیلئے خاکسار کے پرفریض لفظوں کے بھی مسکت جوابات دیئے گئے ہیں قیمت نو روپے۔ تمام کتابوں کا خرچہ محصول خدیار کے

تبلیغی کتابیں

کشف التلبیس مصنفہ مولانا سید ولایت حسین شاہ صاحب
دہلوی۔ یہ کتاب شیعوں کے مشہور رسالہ

”نور ایمان“ کے جواب میں لکھی گئی ہے شیعوں کا یہ رسالہ لاکھوں کی تعداد میں طبع ہو کر ہزار ہا سنی نوجوانوں کی گمراہی کا باعث بن چکا ہے شیعہ رؤسا کی طرف سے سنیوں میں مفت تقسیم ہوتا رہتا ہے شیعوں کی اس ظلمت کفر کا عقلی و نقلی دلائل سے ہند ب پر ایہ میں بلیغ رسد اس کتاب میں موجود ہے شیعوں کے تمام مطاعن و اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں قیمت محصول اول ۴۔

حصہ دوم ۴ حصہ سوم ۴ مکمل طلب کرنے پر ۱۲ محصول اک علاوہ

برق آسمانی جس میں مزائے قادیانی کے اپنے قلم سے اسکے سوانح عقائد، عبادات و معاملات

و کارنامے تفصیل کیساتھ درج کئے گئے ہیں علاوہ ازیں خلیفہ نور الدین و مرزا محمود کے سوانح حیات اور ان کے عقائد وغیرہ بیان کرنے کے بعد حیات مسیح کے مسئلہ پر عقلی و نقلی دلائل جمع کئے گئے ہیں اس کتاب نے مرزائیوں کا نااطفہ بند کر دیا ہے

رعایتی قیمت ۴۔

جمیدہ شمس الاسلام کا شیعہ نمبر المعروف

صوفیہ سیریل جو اگست ۱۹۰۷ء میں شائع ہو کر خراج تحسین حاصل کر چکا ہے اس میں بڑی خوبی یہ ہے کہ

شیعہ صاحبان کے حق میں گالی گونجا کہیں سخت الفاظ بھی استعمال نہیں کئے گئے مختلف ذرائع گوناگوں حوالوں اور اسکی مستند کتابوں اور غیر مسلم مصنفین کی تحریروں سے ناقابل تردید مختصر اور جامع الفاظ میں نقشہ کھینچا گیا ہے اور جس میں مسئلہ مدح

کے اور تبرہ پر قرآن مجید احادیث نبوی کریم اقوال ائمہ سادات

ملنے کا پتہ :-

مینجر جمیدہ شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب)

تبلیغ الاسلام
نئی گھنٹہ ضلع شاہ پور

صوفیائے کرام کے ارشادات کے عقلی و نقلی براہین سے مکمل روشنی ڈالی گئی ہے اور اسلامی جرائد اور اکابر ملک کو افکار و آراء کے اقتباسات کے علاوہ سیزہ صد سالہ اسلامی تاریخ میں سے تبرہ بازی کے ہولناک نتائج بیان کئے گئے ہیں حجم ۱۲۲ صفحہ قیمت ۴ محصول اک ۱۔

مازیانہ نقشبندیہ مولفہ مولانا حکیم حافظ عبدالرسول صاحب بکھروی اس کتاب میں

مرزا قادیانی کے ان اعتراضات کا مدلل جواب دیا گیا ہے جو اس نے صوفیائے کرام پر کئے تھے۔ قیمت صرف چار آنے علاوہ محصول اک۔

اجتناب الخفیہ اس رسالہ میں صد ہا علمائے اسلام کے فتاویٰ جمع کئے گئے ہیں جن میں دلائل

واضح و براہین قاطعہ سے فرقہ فساد و مرزائیہ کا ارتداد اور فاضی و میرزائی سے شنی عورت کا نکاح ناجائز ثابت کیا گیا ہے حجم ۱۰۰ صفحہ قیمت ۴۔

تحفہ میرزا بیہ یعنی جمیدہ شمس الاسلام کے دسمبر ۱۹۰۷ء کا ایڈیشن جو قادیان لبر کے نام سے موسوم ہوا تھا اس میں نہایت

عمرہ مضامین قادیانیوں کے رد میں درج ہوئے ہیں قیمت ۴۔

حقیقت شیعہ مولفہ پیر قطبی شاہ صاحب مذہب شیعہ کے سربراہ رازول کا انکشاف فی سینکڑہ پانچ سو روپے فی نسخہ ایک آنہ

ہدایا القرآن عیسائیوں کے مشہور رسالہ حقائق قرآن کا بلیغ رد۔ نیز اسی رسالہ کے ذریعہ

مرزائیوں کے مغالطات بھی دور ہو سکتے ہیں۔ عیسائی لاکھوں کی تعداد میں ”حقائق قرآن“ کو ہر سال مفت تقسیم کرتے ہیں لہذا ہدایات القرآن کی وسیع اشاعت نہایت ضروری ہے۔ قیمت فی سینکڑہ سات روپے فی نسخہ ایک آنہ۔